تنظیم اسلامی کا ترجمان

15

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

25 رمضان تا 2 شوال المکرم 1441ھ/ 19 تا 25 مئی 2020ء

صیام وقیامِ رمضان

صیام وقیامِ رمضان کی اصلی غایت وحکمت اوران کا اصل ہدف ومقصود ایک جملے میں اس طرح سمویا جاسکتا ہے کہ--- ایک طرف روزہ انسان کے جسدِ حیوانی کے ضعف واضمحلال کا سبب بنے تا کہ رُوحِ انسانی کے پاؤں میں پڑی ہوئی بیڑیاں کچھ ہلکی ہوں اور بہیمیت کے بھاری بوجھ تلے دبی ہوئی اور سسکتی اور کراہتی ہوئی رُوح کوسانس لینے کا موقع ملے ---اور دوسری طرف قیامُ اللیل میں کلامِ ربانی کا روح پرورنزول اُس کے تغذیہ وتقویت کا سبب بنے---تا کہ ایک جانب اس پر کلامِ الٰہی کی عظمت کماحقہٗ منکشف ہو جائے اور وہ اچھی طرح محسوس کرلے کہ یہی اُس کی بھوک کوسیری اور پیاس کو آسودگی عطا کرنے کا ذریعہ اور اُس کے دُکھ کا علاج اور درد کا درماں ہے!---اور دوسری جانب رُوحِ انسانی ازسرِ نوقوی اور توانا ہوکر ''اپنے مرکز کی طرف مائل پرواز'' ہو۔ گویا اس میں تقربّ الی اللہ کا داعیہ شدّت سے بیدار ہو جائے اور وہ مشغول دعاومناجات ہو جو اصل روح ہے عبادت کی اور لُبِّ لُباب ہے رُشدوہدایت کا!

الغرض! صیام وقیامِ رمضان کا اصل مقصود یہ ہے کہ رُوحِ انسانی بہیمیت کے غلبے اور تسلط سے نجات پا کر گویا حیاتِ تازہ حاصل کرے اور پوری شدت وقوت اور کمالِ ذوق وشوق کے ساتھ اپنے رب کی جانب متوجہ ہو جائے!

عظمتِ صوم

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

رمضان، کرونا اور بدلتی دنیا

رمضان کا سبق، لیلۃ القدر اور پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی دینی خدمات

وہی خدا ہے!

زکوٰۃ کی اہمیت وفرضیت

تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

قومِ نوح علیہ السلام پر عذابِ الٰہی

الھدیٰ (898)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ المُؤمِنُون | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 27 تا 29

فَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡہِ اَنِ اصۡنَعِ الۡفُلۡکَ بِاَعۡیُنِنَا وَ وَحۡیِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ فَاسۡلُکۡ فِیۡہَا مِنۡ
کُلٍّ زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ وَ اَہۡلَکَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَیۡہِ الۡقَوۡلُ مِنۡہُمۡ ۚ وَ لَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ
ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّہُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسۡتَوَیۡتَ اَنۡتَ وَ مَنۡ مَّعَکَ عَلَی الۡفُلۡکِ فَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ
نَجّٰنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۸﴾ وَ قُلۡ رَّبِّ اَنۡزِلۡنِیۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَکًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ ﴿۲۹﴾

آیت ۲۷: ﴿فَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡہِ اَنِ اصۡنَعِ الۡفُلۡکَ بِاَعۡیُنِنَا وَ وَحۡیِنَا﴾ ’’تو ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ ہماری نگرانی اور وحی کی ہدایات کے مطابق ایک کشتی بناؤ‘‘

﴿فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ﴾ ’’پھر جب ہمارا حکم آن پہنچے اور تنور اُبل پڑے‘‘

﴿فَاسۡلُکۡ فِیۡہَا مِنۡ کُلٍّ زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ﴾ ’’تو اس میں رکھ لینا تمام مخلوق میں سے جوڑے‘‘ ہر قسم کے جاندار‘ حیوانات وغیرہ میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ کو بھی اس کشتی میں سوار کر لینا تاکہ ان کی نسل محفوظ رہ سکے۔

﴿وَ اَہۡلَکَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَیۡہِ الۡقَوۡلُ مِنۡہُمۡ ۚ﴾ ’’اور اپنے گھر والوں کو بھی (سوار کرا لینا) سوائے ان کے جن کے بارے میں ان میں سے پہلے ہی بات طے ہو چکی ہے۔‘‘

اس استثناء میں آپؑ کی بیوی اور ایک بیٹا شامل تھے‘ جن کے بارے میں پہلے ہی ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا تھا۔

﴿وَ لَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّہُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿۲۷﴾﴾ ’’اور مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں کوئی بات نہ کرنا جنہوں نے شرک کیا‘ یقیناً وہ سب غرق کر دیے جائیں گے۔‘‘

آیت ۲۸: ﴿فَاِذَا اسۡتَوَیۡتَ اَنۡتَ وَ مَنۡ مَّعَکَ عَلَی الۡفُلۡکِ فَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ نَجّٰنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۸﴾﴾ ’’پھر جب تم اور تمہارے سب ساتھی کشتی میں بیٹھ جائیں تو کہنا کہ کُل شکر اُس اللہ کا ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی۔‘‘

آیت ۲۹: ﴿وَ قُلۡ رَّبِّ اَنۡزِلۡنِیۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَکًا﴾ ’’اور دعا کرنا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اتار یو برکت والا اتارنا‘‘

پروردگار! ہم تیری مہربانی اور تیرے حکم سے اس کشتی میں سوار ہوئے ہیں۔ ہمیں مستقبل کا کچھ علم نہیں۔ ہم نہیں جانتے اب یہ کشتی ہمیں لے کر کہاں کہاں جائے گی اور کہاں پر جا کر رکے گی۔ یہ معاملہ اب تیرے سپرد ہے۔ ہماری التجا ہے کہ اس کشتی سے ہمارے اترنے کو بھی بابرکت بنا دے۔

﴿وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ ﴿۲۹﴾﴾ ’’اور یقیناً تو ہی ہے بہترین اتارنے والا۔‘‘

فرمانِ نبوی

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر عذاب

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ﴾ (آلِ عمران:180)))

(صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اس کے پاس لایا جائے گا، جس کے سر کے پاس (آنکھوں کی جگہ) دو نقطے ہوں گے۔ قیامت کے دن اس کا طوق بنایا جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر قرآن کی آیت پڑھی: ’’اور وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا کیا اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے لیے برا ہے۔ وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں، قیامت کے دن (یہی مال) ان کے گلے کا طوق ہوگا۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان، کرونا اور بدلتی دنیا

اسلامی کیلنڈر میں رمضان المبارک کی تمام مہینوں میں سرداری کی حیثیت ہے۔ ظاہر ہے جس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی آخری اور حتمی کتاب نازل ہوئی اہمیت اور فضیلت میں اس سے بڑھ کر کون سا مہینہ ہوسکتا ہے۔ رمضان المبارک کو نیکیوں کا موسم بہار کہا جاتا ہے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی ایک رات جسے اللہ کی کتاب نے لیلۃ القدر کہا ہے۔ اُس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ رمضان میں نفل عبادت کا ثواب فرض کے برابر ہے اور فرض کا ثواب ستر گناہ بڑھ جاتا ہے۔ کلمہ طیبہ، نماز، زکوٰۃ، حج، کی طرح روزہ بھی اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ اِس کے علاوہ ہمیں رمضان کی فضیلت کے بارے میں بہت کچھ بتایا جاتا ہے اور سچ بتایا جاتا ہے لیکن اس سے یہ تاثر سا سامنے آتا ہے کہ شاید رمضان کا تعلق صرف دین سے ہے، دنیا سے نہیں اور رمضان کا دنیوی اُمور سے کوئی لینا دینا نہیں جو درست نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان کا رمضان میں اصل فوکس دین ہی ہونا چاہیے۔ رمضان میں اپنے غلام پر بوجھ کم کردے اِس حدیث کی موجودگی میں یہ بات درست لگتی ہے کہ بحیثیت مجموعی بھی دنیوی اُمور کی انجام دہی میں کچھ کمی واقع ہوگی اور ہونا چاہیے لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ ہم اِس حوالے سے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں۔ ہم اکثر لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ یہ کام اور فلاں کام نہیں ہوسکتا کیونکہ میں روزہ سے ہوں۔ ایسے کام جو سخت جسمانی محنت کا تقاضا کرتے ہیں اور اُن کا ایک ماہ کے لیے التوا کسی بڑے نقصان کا باعث نہ بنتا ہو اور کام لینے والے کی رضا بھی شامل ہو تو اُنھیں ملتوی کیا جاسکتا ہے لیکن رمضان المبارک کے روزوں کی آڑ میں ہڈحرامی (ہرصورت کام سے بچنا) اختیار کرنا کسی طرح قابل قبول نہیں۔ دین ہو یا دنیا ہمیں سیرت النبی ﷺ سے ہی راہنمائی حاصل کرنا ہوگی۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں روزے فرض ہونے کے بعد نو (9) مرتبہ رمضان المبارک آیا جس میں سے سات رمضان المبارک ایسے تھے جن میں آپ ﷺ یا تو جہاد میں مصروف تھے یا جہاد کی تیاریاں کررہے تھے۔ اسی طرح اسلامی تاریخ کے مطابق دورانِ رمضان خود آپ ﷺ اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے اُن میں سے چیدہ چیدہ یہ ہیں: ☆ رمضان المبارک 2 ہجری میں جہاد کے حکم کا نزول۔ ☆ 17 رمضان المبارک 2 ہجری کو غزوۂ بدر۔ ☆ 20 رمضان المبارک 8 ہجری میں فتح مکہ۔ ☆ رمضان المبارک 91 ہجری میں مسلمان اندلس کے جنوبی کنارے پر اُترے۔ ☆ رمضان المبارک 584 ہجری میں صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی فتح۔ ☆ 10 رمضان المبارک 133 ہجری میں سندھ کا علاقہ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی فتح کے بعد اسلامی حکومت کا حصہ بنا اور اس وجہ سے اس صوبے کو باب الاسلام بھی کہا جاتا ہے۔ ☆ 27 رمضان المبارک

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
25 رمضان تا 2 شوال 1441ھ — جلد 29
19 تا 25 مئی 2020ء — شمارہ 15
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

1366 ہجری میں اسلامی نظریاتی مملکت پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔

آج کے انسان نے سب کچھ اِس دنیا کے لیے وقف کر دیا ہے اُس نے تو عملی طور پر آخرت کا انکار ہی کر دیا ہے ہم مسلمان ہوتے ہوئے ہرگز ہرگز ایسا نہیں کریں گے، ہم یقیناً آخرت کو ترجیح دیں گے۔ لیکن ہم اُن کے لیے دنیا کا میدان مکمل طور پر خالی بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اِس کی سب سے بڑی اور مضبوط ترین دلیل یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ اور ان کے غلام رمضان میں یہ میدان خالی چھوڑ دیتے تو درج بالا جنگیں اور دوسرے واقعات کیسے وقوع پذیر ہوتے۔ اِس کا مطلب ہے مسلمان رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ سے لَو لگانے اور ثواب سمیٹنے کی بھرپور جدوجہد کے باوجود چوکنا رہتے تھے۔

امسال رمضان المبارک ایسے موقعہ پر آیا کہ دنیا ایک وبا کی لپیٹ میں ہے۔ مرنے والوں کی تعداد سرکاری اعداد شمار کے مطابق لاکھوں میں پہنچ چکی ہے۔ قطع نظر اس سے کہ یہ آسمانی آفت ہے یا انسانی شرارت، ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہم اس کے بُرے نتائج سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ دنیا خاص طور پر امریکہ اور دوسری اسلام دشمن قوتیں اس وبا کی آڑ میں سیاسی اور عسکری مفادات حاصل کرنے کے لیے بھاگ دوڑ کر رہی ہیں۔ ہم پاکستانی صرف یہ ماتم کیے جا رہے ہیں کہ سازش ہو گئی، سازش ہوگئی، ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ او، بھائی سازش ہی ہوگی، لیکن کیا شور مچانے اور واویلا کرنے سے ہم اُس کے اثرات بد سے بچ جائیں گے۔ کیا کوئی مریض اپنے مرض پر آہ و بکا کرتا رہے اور علاج کی طرف توجہ نہ دے، تو کیا وہ شفایاب ہو جائے گا؟ آج دنیا کو کرونا کی آڑ میں بدلنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ جنوبی ایشیا اور بحر الکاہل کا علاقہ تبدیلی کے بنیادی مراکز بنتے نظر آ رہے ہیں۔ امریکہ ہر قیمت پر اسی قوت اور حیثیت کے ساتھ بائیسویں صدی میں بھی داخل ہونا چاہتا ہے۔ روس پیوٹن کی قیادت میں انگڑائی لے چکا ہے۔ چالیس سال پہلے افغانستان میں مداخلت سے اُسے جو زخم لگا تھا وہ مندمل ہو چکا ہے۔ شام اور لبنان میں رجیم بدل دینے کی امریکی خواہش کو وہ کرونا سے پہلے ہی ناکام بنا چکا ہے۔ بھارت جو گزشتہ دو دہائیوں سے امریکہ کے کندھے پر سوار ہو کر علاقے کا بدمعاش بننے جا رہا تھا باوجودیکہ نئی صورتِ حال میں اُس کے امریکہ سے تعلقات کچھ بگڑے ہیں۔ لیکن اب بھی دونوں خطے میں قدم سے قدم ملا کر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بھارت نے کرونا کی آڑ میں کشمیر میں ڈیموگرافک تبدیلیوں کی کوشش تیز کر دی ہے بلکہ سارے بھارت کی زمین مسلمانوں پر تنگ کرتا جا رہا ہے۔ کشمیریوں کی نسل کُشی کے حوالے سے وہ تمام تر تنقید کو جوتی کی نوک پر رکھ رہا ہے وہ اس حوالے سے اسرائیل کی رہنمائی میں کام کر رہا ہے۔ اپنے مقاصد کے حصول کے حوالے سے اسرائیل کی رفتار سب سے تیز ہے۔ وہ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کو قطعی طور پر لفٹ نہیں کراتا اور گریٹر اسرائیل کے ہدف کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ شام کی گولان ہائیٹس کے حوالے سے وہ امریکہ سے اپنی مرضی کا موقف تسلیم کرانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ امریکہ نے وہاں اُس کے قبضہ کو جائز قرار دے دیا ہے۔ یہودی بستیاں فلسطینیوں کے علاقے میں دھڑا دھڑ بنائی جا رہی ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی ذمہ داری یہ لگائی گئی ہے کہ وہ سال میں ایک آدھ بار اس کی مخالفت میں بیان داغ دے۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کر سکتا۔

پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ ایک طرف بھارت LoC پر بدترین جارحیت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ افغانستان میں افغان طالبان اور امریکہ کے درمیان معاہدے کے باوجود ابھی وہاں امریکہ کی کٹھ پتلی حکومت قائم ہے اور وہ بھارت اور امریکہ کے اشارے پر پاکستان دشمنی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ایران سے بھی ہمارے تعلقات معمول پر آنے کا نام نہیں لے رہے۔ چند روز پہلے پاک ایران سرحد پر جس دہشت گردی میں پاکستان کا ایک فوجی افسر پانچ سپاہی شہید ہو گئے تھے، اس پر پاکستان کے آرمی چیف قمر جاوید باجوہ نے ایرانی آرمی چیف سے رابطہ کیا ہے، اللہ کرے حالات سدھر جائیں۔ ہمارے اِس وقت تین اہداف ہونے چاہئیں: (1) پاک سرزمین کی دشمنوں سے مکمل حفاظت۔ (2) ایٹمی تنصیبات اور اثاثہ جات کا مکمل تحفظ۔ (3) کشمیر میں بھارت کی ناجائز اور غیر قانونی حرکات کا سدباب۔ ان اہداف کے حصول کے لیے فوری کرنے کا کام یہ ہے کہ ملکی سطح پر اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کی جائے حکومت اور اپوزیشن، قومی سلامتی کے ادارے، تمام سیاسی جماعتیں اور دیگر طبقات ایک پیج پر آ جائیں لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ مرکز اور سندھ کرونا کے حوالے سے ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہیں اور ایک دوسرے کو نیچے گرانے کی کوشش میں ہیں۔

بہرحال اہم ترین اور کلیدی سوال یہ ہے کہ جس اتفاق و اتحاد کی ملک اور قوم کو شدید ضرورت ہے، اُس اتحاد میں کس شے کو بنیاد بنایا جائے۔ کوئی اتحاد بھی بے بنیاد تو قائم نہیں رہ سکتا۔ بلکہ قائم ہی نہیں ہو سکتا۔ ذرا سوچیے ہمارے پاس کون سی متفقہ بنیاد ہے۔ زبان کو بنیاد بنا لیں کیا اندرونِ سندھ والے سندھی زبان چھوڑ سکیں گے اور پنجاب اُردو سے اِدھر اُدھر ہو سکے گا۔ کلچر میں سندھ اور پنجاب کا فاصلہ بھی ہے لیکن خیبر پختونخوا بالکل ہی برعکس ہے۔ یہی معاملہ بلوچستان کا ہے۔ چاروں صوبوں کا لباس بود و باش حتیٰ کہ کھانے پینے کی عادات مختلف ہیں تو بتایئے مذہب یعنی اسلام کے سوا کس بنیاد کا انتخاب کریں گے جسے متفقہ کہا جائے، کچھ لوگ پاکستانی قومیت کو مشترکہ بنیاد کہتے ہیں۔ نادان نہیں جانتے کہ ہم نے قومیت کی نفی کر کے تو پاکستان بنایا تھا۔ اب یہی قومیت پاکستان کے اتحاد کا باعث کیسے بنے گی۔ ذرا غور فرمائیں، اللہ نے ایک اور موقع فراہم کیا ہے۔ آیئے! اِس سے فائدہ اُٹھائیں۔ اسلام کو بنیاد بنا کر پاکستان کے استحکام کی جدوجہد نئے سرے سے شروع کریں۔ اگرچہ اسلام اور پاکستان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ لیکن گزشتہ ہفتہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے وہ تو اپنا دین دنیا میں کہیں بھی لاگو کر دے گا لیکن پاکستان اسلام کے بغیر بے سہارا ہے، بے لنگر جہاز ہے، جسے ساحل نہیں مل رہا۔ پاکستان کو اسلام کے دامن کے ساتھ چمٹ جانا ہوگا اِسی میں اُس کا استحکام ہے۔ اِسی میں اُس کی بقا ہے، اِسی میں اُس کے لیے سلامتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم پاکستان کا جہاز اسلام کے ساحل پر ہمیشہ کے لیے لنگر انداز کر سکیں۔ آمین!

رمضان کا سبق، لیلۃ القدر اور پاکستان

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے ایک سابقہ خطابِ جمعہ کی تلخیص

حضراتِ محترم! رمضان، قرآن اور پاکستان کا آپس میں ایک خاص تعلق ہے، اس تعلق کی مناسبت سے بحیثیت پاکستانی ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ اس حوالے سے جاننا ہمارے لیے ازحد ضروری ہے۔ چنانچہ اسی مناسبت سے آج درج ذیل موضوعات ہمارے زیرِ مطالعہ ہیں۔

رمضان کا سبق

قرآن مجید کی جس آیت میں روزے کی فرضیت کا حکم ہے اسی میں روزے کا اصل سبق بھی بتایا گیا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾﴾ (البقرہ)

"اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔"

یہ دنیا اصل زندگی نہیں ہے بلکہ یہ تو آزمائش ہے جہاں ہر پل ہر لمحہ انسان کو آزمایا جا رہا ہے۔ اس آزمائش میں وہی لوگ کامیاب ہوں گے جن کے پاس تقویٰ کی دولت ہوگی۔ پھر اس آزمائش کے بعد اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جہاں کامیابی کا انحصار دنیا کی آزمائش کے نتائج پر ہے۔ یعنی دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی کا راز صرف تقویٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن بار بار باور کرا رہا ہے کہ آخرت میں کامیابی کی گارنٹی صرف انہیں لوگوں کے لیے ہے جو متقی ہیں۔

﴿اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۳۳﴾﴾ (آل عمران)

"وہ تیار کی گئی ہے (اور سنواری گئی ہے) اہلِ تقویٰ کے لیے۔"

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾﴾ (النبا)

"یقیناً اہلِ تقویٰ کے لیے کامیابی ہوگی۔"

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ ﴿۱۷﴾﴾ (الطور)

"یقیناً متقی لوگ باغات میں اور نعمتوں میں ہوں گے۔"

انسان کے نفس میں حدود سے تجاوز کرنے کے رجحانات ہیں، گناہ کی طرف میلان ہے، جس کے پاس مواقع ہوتے ہیں وہ داؤ لگانے کی کوشش کرتا ہے، دنیا کی دوڑ میں آگے نکلنے اور دنیا کی لذات حاصل کرنے کے لیے انسان ہر داؤ پیچ کھیلتا ہے۔ لیکن یہ ہوشیاری اور یہ چالاکی اس کی دائمی کامیابی کی ضامن ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اصل کامیابی انہیں کا نصیب ٹھہرے گی جو دنیا میں اپنے نفس کو لگام دے کر رکھیں اور ایسا صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دل میں خدا خوفی ہوگی کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور میں نے اللہ کے حضور ایک دن حاضر ہونا ہے۔

مرتب: ابو ابراہیم

لہٰذا مجھے گناہوں، حرام اور منکرات سے بچنا ہے۔ یہی اصل میں تقویٰ ہے۔

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾﴾ (النزعت)

"اور جو کوئی ڈرتا رہا اپنے ربّ کے حضور کھڑا ہونے (کے خیال) سے اور اُس نے روکے رکھا اپنے نفس کو خواہشات سے۔"

حشر میں تو سب ڈریں گے۔ دنیا میں رہتے ہوئے جس کو اس کا احساس رہا، ہر کام کرتے ہوئے اسے خیال رہا کہ مجھے اللہ کی عدالت میں کھڑے ہونا ہے اور اس وجہ سے اس نے اپنے نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگام دے کر رکھی۔ ایسے لوگ ہی متقی ہیں اور یہی کامیاب ہوں گے۔

﴿فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾﴾

"تو یقیناً اُس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔"

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے دنیا کی آزمائش میں سرخرو ہو کر آخرت میں دائمی کامیابی کے حقدار بن جائیں چنانچہ اسی مقصد کے تحت اللہ نے انسان میں تقویٰ کے حصول کی ٹریننگ کے لیے، انسان میں ضبطِ نفس پیدا کرنے کے لیے روزے کی عبادت فرض کی ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے بہت سارے مسلمان روزے کا اہتمام کرتے ہیں اور اللہ کی رضا کی خاطر سارا دن کھانے پینے سے اپنے آپ کو روکے رکھتے ہیں، اپنی بیویوں کے پاس جانے سے رک جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب چیزیں عام دِنوں میں طیب ہیں، حلال ہیں، پاکیزہ ہیں۔ لیکن اللہ کو اپنے بندے کی تربیت مطلوب ہے۔ اب اس کا لازمی اور منطقی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ سال کے بقیہ گیارہ مہینے ہم حرام، گناہ، منکرات اور فواحش سے اپنے آپ کو روکے رکھیں۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنے ایک مضمون میں بڑے خوبصورت انداز میں اس بات کو سمجھایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بندۂ مومن کے لیے دو روزے ہیں۔ ایک روزہ تو وہ ہے جس کو ہم سب جانتے ہی ہیں اور وہ ماہ رمضان میں فرض ہے۔ اس میں پورا مہینہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جنسی خواہشات پورا کرنے پر پابندی ہے۔ ایک ساری زندگی کا روزہ ہے جس کا خاتمہ موت پر ہوگا اور وہ روزہ ہے گناہ، حرام، منکرات اور فواحشات سے بچنا۔ جس طرح روزہ اللہ کا حکم ہے اسی طرح ان تمام برائیوں سے بچنا بھی اللہ کا مسلسل حکم ہے اور یہ حکم زندگی کی آخری سانس تک برقرار رہے گا۔ چنانچہ رمضان کے بعد ایک روزہ تو ہم پر اب فرض نہیں رہا لیکن دوسرا روزہ آخری سانس تک جاری ہے۔

قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کا 23واں رکوع روزے کی حکمت اور احکام پر مشتمل ہے۔ اس کی آخری آیت (188) میں بڑی عجیب بات کہی گئی ہے اور اکثر لوگوں کو سمجھ نہیں آتی کہ اس کا روزے سے تعلق کیا ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۸﴾

''اورتم اپنے مال آپس میں باطل طریقوں سے ہڑپ نہ کرو اور اس کو ذریعہ نہ بناؤ حکام تک پہنچنے کا تا کہ تم لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ہڑپ کر سکو گناہ کے ساتھ اور تم اس کو جانتے بوجھتے کر رہے ہو۔''

یعنی روزے کی عبادت کے بعد اب سب سے بڑا ٹمس ٹسٹ ہے کہ واقعی ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہوا ہے کہ نہیں۔ کیا پورا مہینہ تقویٰ حاصل کرنے کی ٹریننگ کے بعد اب بھی ہم رشوت دے کر کسی کا حق تو نہیں مار رہے، جانتے بوجھتے کسی کے حق کو اپنا حق تو نہیں سمجھ رہے۔ تقویٰ کی پہچان یہیں سے ہوگی۔ یہ نہیں کہ خاص وضع قطع اور خاص لباس سے تقویٰ کا معیار ماپا جائے گا۔

حاصل یہ ہے کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو ٹریننگ دی ہے اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اب ہم پوری کوشش کریں کہ گناہ، حرام، منکرات اور فواحشات سے بچیں۔ اگر ہم نے اس کی کوشش کی تو پھر رمضان ہمارے لیے پورے سال کے لیے برکت کا باعث بن جائے گا۔ تقویٰ کی بنیاد پر ہی ہم دنیا کی آزمائش میں پورا اُتر سکتے ہیں اور اس کٹھن آزمائش میں کامیابی کے لیے قرآن سے ہدایت بھی ہم اسی صورت میں حاصل کر سکتے ہیں جب ہم میں تقویٰ موجود ہوگا۔ تقویٰ پر ہی دنیا و آخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لیلۃ القدر اور پاکستان

رمضان کے آخری عشرے میں لیلۃ القدر کی مبارک شب بھی آتی ہے۔ پاکستان کے حوالے سے ایک عجیب حقیقت یہ بھی ہے کہ پاکستان کی نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان کی ستائیسویں شب کو عطا کی اور قرآن کا نزول بھی لیلۃ القدر کے مبارک لمحات میں ہوا۔ اس لحاظ سے رمضان، قرآن اور پاکستان کا ایک بہت گہرا تعلق ہے۔ قیام پاکستان کے حوالے سے دو حقائق کو جھٹلایا نہیں جا سکتا لیکن ان کو ہم مکمل طور پر نظر انداز کر رہے ہیں۔ ایک یہ کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ یہ پوری دنیا میں واحد اسلامی ملک ہے جو اسلام کے نام پر آزاد ہوا۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ مغربی استعمار سے آزادی کی تحریکیں عرب سمیت پورے عالم اسلام میں چلیں لیکن ہر جگہ یہ تحریک اپنے ملک کی آزادی کے لیے تھی۔ واحد ملک پاکستان ہے جہاں تحریک چلی ہی اس بنیاد پر کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک اس نعرے نے تحریک کی شکل اختیار نہیں کی مسلم لیگ کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی۔

ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ ہمیں ہماری تاریخ سے ویسے ہی کاٹ دیا گیا ہے۔ نصاب میں ان تاریخی حقائق کو اس طرح سے اُجاگر ہی نہیں کیا گیا کہ پاکستانی قوم کی نئی نسلوں میں قیام پاکستان کا اصل مقصد واضح ہوتا۔ پڑھایا جاتا ہے کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی جماعت تھی اس لیے اس کی عظمت تھی۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیگ کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی، شروع میں وہ نوابوں کا ایک ٹولہ تھا۔ جبکہ اس کے مقابلے میں کانگریس ایک بڑی مضبوط سیاسی اور عوامی جماعت تھی۔ جس میں انڈیا کے تمام مکاتب فکر اور تمام مذاہب کی نمائندگی موجود تھی۔ خود قائداعظم سمیت مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر کانگریس میں تھے۔ لیکن جب پاکستان کا نام سامنے آیا اور پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے نعرے برصغیر کی فضاؤں میں گونجنا شروع ہوئے تو مسلم لیگ کو ایک غیبی قوت مل گئی۔ اب وہ ایک سیاسی جماعت کی بجائے ایک تحریک تھی۔

قائداعظم جو حالات سے مایوس ہو کر لندن چلے گئے تھے علامہ اقبال کی سفارش پر واپس آئے اور مسلم لیگ کی قیادت کی۔ حقیقت یہ ہے کہ برصغیر میں ہندوؤں کی

پریس ریلیز 15 مئی 2020ء

پاک ایران سرحد پر دہشت گردی انتہائی تشویشناک ہے

حافظ عاکف سعید

پاک ایران سرحد پر وہشت گردی انتہائی تشویشناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس دہشت گردی میں پاک فوج کا ایک آفیسر اور پانچ سپاہی شہید ہو گئے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس حوالے سے پاکستان کے آرمی چیف نے ایران کے آرمی چیف سے رابطہ کیا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ معاملات سلجھ گئے ہوں گے۔

اُنھوں نے امریکہ کے وزیر خارجہ مائیک پمپیو کے اِس بیان کی شدید مذمت کی کہ اسرائیل کو مکمل حق حاصل ہے کہ وہ اپنی سلامتی کے لیے جو چاہے قدم اُٹھائے۔ اُنھوں نے سوال اُٹھایا کہ اسرائیل کی سلامتی کو آخر کون سے خطرات لاحق ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کی جارحیت حد سے بڑھ چکی ہے اور وہ عرب ممالک کی جغرافیائی حدود کی مسلسل خلاف ورزی کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں اقوامِ متحدہ کی متعدد تنبیہات کے باوجود وہ فلسطینیوں کے علاقے پے در پے چھین کر وہاں غیر قانونی یہودی آبادیاں بناتا جا رہا ہے اور فلسطینی مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ ہمارے لیے شرم کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ چند عرب ممالک فلسطینیوں کے خلاف اسرائیل کی باقاعدہ مدد بھی کر رہے ہیں۔ مسلمانانِ پاکستان کا معاملہ بھی یہ ہے کہ وہ جمعۃ الوداع پر یوم القدس تو منا لیتے ہیں لیکن عملی طور پر کچھ کرنے کو تیار نہیں۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ تمام مسلمان ممالک متحد اور متفق ہو کر اسرائیل کی ناجائز ریاست کے خلاف عملی اقدام کریں۔ اُنھوں نے زور دے کر یہ بات کہی کہ فلسطین کی آزادی صرف عربوں کا نہیں بلکہ تمام امتِ مسلمہ کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا امت کے ہر فرد کو اس معاملے میں اپنا رول ادا کرنا ہوگا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

اکثریت تھی اور مسلمان اقلیت میں تھے ، اکثریتی جماعت کانگریس بھی پاکستان کی مخالف تھی، گاندھی نے نعرہ لگایا تھا کہ پاکستان میری لاش پر بنے گا اور انگریز بھی مسلمانوں کے مخالف اور ہندوؤں پر مہربان تھے۔ ساری قوت اور اقتدار ابھی انگریزوں کے پاس تھا۔ بظاہر کوئی امکان نہیں تھا کہ پاکستان بن جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی غیبی تدبیر تھی۔ کیونکہ دوہری غلامی میں جکڑے مسلمانوں نے رو رو کر اللہ سے التجائیں کی تھیں کہ پروردگار! تو ہمیں آزاد خطہ عطا فرما دے۔ ہم تیرے اس ملک میں تیرا دین قائم کریں گے۔ قائداعظم کے بیسیوں ایسے بیانات ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مقصد کیا تھا۔ پوچھا گیا کہ آپ جو پاکستان بنانے چلے ہیں اس کا آئین کیا ہوگا۔ فرمایا: ''13 سو سال پہلے سے طے ہے کہ ہمارا آئین قرآن ہے''۔ آئین سٹیٹ کے معاملات سے بحث کرتا ہے۔ اس کا واضح مطلب تھا کہ سٹیٹ کے معاملات قرآن کے مطابق چلیں گے اور یہی دین کا اصل تقاضا ہے۔ لیکن نصاب میں تاریخ کے اصل پہلوؤں کو اجاگر نہ کرنے کا نتیجہ ہے کہ آج عام تصور یہ بن چکا ہے کہ پاکستان مسلمانوں کی مذہبی آزادی کے لیے بنا ہے ریاستی نظام تو پیش نظر ہی نہیں تھا۔ جبکہ قائداعظم کے بیسیوں بیانات ایسے ہیں جو بتا رہے ہیں کہ ان کے نزدیک اصل مقصد اسلامی نظام تھا۔ اس کا اعتراف خود قائداعظم نے اپنے بالکل آخری لمحات میں بھی کیا تھا۔ قائداعظم کے بالکل آخری دور میں جب وہ بستر مرگ پر تھے اور ٹی بی سے متعلقہ دوسرے عوارض بھی انہیں لاحق ہو چکے تھے تو ان کی دیکھ بھال کے لیے ڈاکٹروں کی پوری ٹیم ان کے ساتھ ہوتی تھی۔ اس ٹیم میں ڈاکٹر ریاض علی شاہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے اپنی یادداشتوں (جنہیں بعض اخبارات نے بھی شائع کیا تھا) میں لکھا ہے کہ ایک روز ہم نے محسوس کیا کہ قائداعظم کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔ ٹی بی کا افیکٹ اتنا گہرا ہو چکا تھا کہ بات بھی کرتے تھے تو ہانپ جاتے تھے اور یہ صورتحال ان کے لیے بڑی خطرناک ہو سکتی تھی۔ اس لیے ہم نے انہیں بات کرنے سے منع کیا ہوا تھا۔ ڈاکٹرز نے مشورہ کیا کہ جو کہنا چاہتے ہیں اس کا موقع دینا چاہیے ورنہ اس کا بھی منفی اثر پڑے گا۔ لہٰذا سب نے کان لگا کر سننے کی کوشش کی۔ پہلی بات انہوں نے یہ کی کہ جب مجھے احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن گیا تو آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ مجھے کتنی خوشی اور روح کو اطمینان ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کی تائید اور رسول خدا ﷺ کے فیضان کے بغیر ممکن ہی نہیں تھا۔ اگلے الفاظ پاکستان کے اصل مستقبل کے حوالے سے بہت زیادہ اہم ہیں جو یہ تھے ''اب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ یہاں پر خلافت راشدہ کی طرز پر نظام قائم کریں۔''

تنظیم اسلامی نے سود کے حوالے سے تحریک چلائی تھی جس میں ہم نے قائداعظم کی اس Statement کو عام کیا تھا جو یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بینک آف پاکستان پشاور برانچ کی عمارت کے افتتاح کے موقع پر قائداعظم کی تقریر کا حصہ تھی:

''مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے لاینحل مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔''

اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشی نظام یہ نہیں ہے کہ محض نصابی کتب (اسلامیات) میں لکھ دیا جائے کہ سود حرام ہے اور عملاً سارا معاشی نظام سود کی بنیاد پر ہو۔ نہیں۔ بلکہ قائداعظم کے نزدیک پاکستان کا معاشی، سیاسی اور معاشرتی نظام اسلامی تعلیمات کے مطابق قائم کرنا مقصد تھا۔ ورنہ انگریز کے دور میں بھی نماز پڑھنے کی پابندی نہیں تھی۔ اس وقت بھی مسجدوں میں اذانیں ہوتی تھیں اور آج بھی انڈیا میں اذانیں ہوتی ہیں اور ذاتی طور پر کوئی نیک بننا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ لیکن اصل مسئلہ تو اجتماعی نظام یعنی ریاستی نظام کا تھا اور قائداعظم کا فرمان بالکل واضح تھا کہ پاکستان کا نظام خلافت راشدہ کی عملی تعبیر ہوگا۔ جب ہندوستان ایک وحدت تھا تو مسلمان اقلیت میں تھے اور ہندو عددی اعتبار سے غالب تھے۔ اب پاکستان کو الگ خطہ مل گیا اور یہاں 96 فیصد مسلمان ہیں۔ یوں کہنا چاہیے کہ سو فیصد مسلمانوں کا ملک ہے۔ اب کیا رکاوٹ ہے؟ اب تو مسلمان اپنا آئیڈیل نظام قائم کریں اور یہی ان کی ذمہ داری بنتی ہے۔ لیکن آج ہماری ڈھٹائی کا عالم یہ ہے کہ جیسے نصف النہار پر سورج ہو اور ہم کہیں کہ ہم نہیں مانتے کہ سورج نکلا ہوا ہے۔ ہمارے دانشور ڈھٹائی سے انکار کر رہے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہی نہیں ہے اور نہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ہم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ آج پاکستان مسائلستان کیوں بنا ہوا ہے۔ ہر طرح کی قدرتی دولت، علاقائی ٹرین (Terrain)، ہر طرح کے موسم، ہر طرح کی فصلیں، پھل اور سبزیاں اور ہر وہ نعمت جو ساری کی ساری شاید کسی ایک ملک کو بھی میسر نہیں اللہ نے ہمیں دی ہوئی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہر طرح کے بحران سے ہم دوچار ہیں، جمہوریت جمہوریت کرتے کرتے جمہوریت کے پرخچے اُڑا دیئے گئے۔ اسمبلی میں بیٹھ کر 21 ویں ترمیم کے ذریعے بنیادی حقوق سلب کر لیے گئے کہ چھ چھ مہینے بے گناہ شہریوں کو غائب کر دیا جائے، ان کے گھر والے ان کی تلاش میں پاگل ہوئے پھرتے رہیں۔ پھر دہشت گردی کا کہیں بھی دنیا میں کوئی معاملہ ہو تو الزام پاکستان پر آتا ہے۔ ذلت و خواری پاکستان کے حصے میں ہے، پوری طرح محکوم ہم ہیں، سیاسی اعتبار سے امریکہ کے غلام، معاشی اعتبار سے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے غلام۔ اسی قوم نے مل کر پاکستان بنایا تھا اور ناممکن کو ممکن کر دیا تھا اور آج یہی قوم مختلف بنیادوں پر ایک دوسرے سے برسرپیکار ہے اور اللہ کی طرف سے بھوک اور خوف کا عذاب اس قوم پر مسلط ہے۔ دنیا ہمیں Failed Nation لکھتی ہے۔ جبکہ اللہ کا وعدہ تھا کہ

﴿وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۳۹﴾

''اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مومن ہوئے۔''

اللہ کی زمین پر کسی مومن کو موقع ملے اور وہ وہاں دین قائم نہ کرے اور شیطانی نظام کو برقرار رکھے تو وہ کیسا مومن ہے؟ وہ تو اسلام کے نام پر دھبہ ہے۔ ہجری تقویم کے مطابق اس 27 ویں رمضان کو پاکستان کو بنے 75 سال پورے ہو جائیں گے۔ آج بھی اس ملک میں وہی نظام چل رہا ہے جو انگریز نے بنایا تھا اور جو قدم قدم پر اسلام کے خلاف ہے۔ لہٰذا یہ جتنے عذاب ہم پر مسلط ہیں ان سے نجات ناممکن ہے جب تک کہ ہم سچے مسلمان نہ بنیں اور جس وعدے پر اللہ سے یہ ملک حاصل کیا تھا، اس وعدے کو پورا نہ کریں۔ یہ طے شدہ بات ہے۔ ہم اللہ سے کیا ہوا اپنا وعدہ بھول گئے لیکن یہ مت بھولیں کہ اللہ اپنی سنت کو کبھی نہیں بھولتا۔ بحیثیت مسلمان ہم پر اللہ کے فیصلے لاگو ہیں۔ پاکستان کے قیام کا فیصلہ رمضان کی 27 ویں شب کو ہوا اور یہ چیز بھی indicate کر رہی ہے کہ اللہ کے نزدیک پاکستان کا قرآن اور اسلام کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ چنانچہ اس کا مستقبل وابستہ ہی اسلام سے ہے۔ اگر اس ملک میں اللہ کا دین قائم ہو جائے تو پھر یہ ملک پوری دنیا کے لیے روشنی کا مینار بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور ہمارے راہنماؤں کو بھی اس رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

3 پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق
اے مشرق کے لوگو! اب کیا کرنا چاہیے؟

5

گرگے اندر پوستین برہ
ہر زماں اندر کمین برہ

ترجمہ (آج کا یورپ ایسے مغربی فکر کو PROMOTE کر رہا ہے جس سے) یورپ بظاہر بکری کا معصوم بچہ (اور مخلص اور بے لوث دوست) لگتا ہے مگر درحقیقت وہ بھیڑیا (خونخوار جانور) ہے جو انسان دشمن، خدا دشمن اور اخلاق دشمن رویوں کے باوجود مزید کم عمر بکریوں (غیر ترقی یافتہ اقوام) کا شکار کرنا چاہتا ہے اور تاک لگائے رکھتا ہے

تشریح حالیہ صدیوں میں مشرق کا زوال اور اقوامِ مغرب کی اٹھان اور ترقی ایک تاریخی تسلسل اور قوموں رتہذیبوں کے عروج و زوال کا اظہار ہے تاہم تاریخ کوئی ایسی مثال سامنے لانے سے قاصر ہے کہ یورپ سے ایک تہذیب اُٹھ کر عالمی ہوجائے مگر اس کے پس پشت پر ایسی طاقت ہو جو خدا بےزار اور انسان و اخلاق دشمن ہو، مذہب کی بیخ کنی کے درپے ہو اور ابلیسی و شیطانی منصوبوں کی سرپرست ہو۔ اقوامِ مغرب بشمول امریکہ آج بظاہر معصومانہ انداز لیے ہوئے ہیں مگر وہ سب عالمی سطح پر کم عمر بکری کے روپ میں خوفناک بھیڑیے ہیں اور اپنے روپ سے دھوکہ دے کر کم عمر بکریوں (اقوام عالم) کے شکار کی مسلسل منصوبہ بندی کرتی رہتی ہیں اور موقع ملتے ہی حیلے بہانے سے کسی قوم کو شکار کر لیتی ہیں۔

6

مشکلاتِ حضرتِ انساں ازو است
آدمیّت را غمِ پنہاں ازو ست

ترجمہ روئے ارضی پر انسانی مشکلات اسی مغربی بالادست بے خدا تہذیب کی وجہ سے ہیں آج کا انسان اسی وجہ سے دُکھی اور پریشان ہے (بے روزگاری و افلاس بھی اسی وجہ سے ہے)

تشریح 1750ء میں مغربی صنعتی و سائنسی استعمار کے غلبے کے بعد سے روئے ارضی پر انسانی مشکلات میں سینکڑوں گنا اضافہ ہو چکا ہے، مے خواری، عریانی، افلاس، بے روزگاری کا دور دورہ ہے، چند خاندان پوری دنیا کی دولت پر قابض ہیں، سودی نظام (حرام معیشت) نے انسانیت کو جکڑ رکھا ہے اور عام انسان (مشرق کا ہو یا مغرب کا) بے حد دکھی اور پریشان ہے۔ صنعتی مزدوروں اور دیہی کسانوں کا برا حال ہے۔ امیر امیر سے امیر تر ہو رہا ہے ★ آج کا انسان اسی مغربی اخلاق دشمن اور سماج دشمن تہذیب کے غلبے کی وجہ سے حیوانی سطح پر گر گیا ہے۔

7

در نگاہش آدمی آب و گِل است
کاروانِ زندگی بے منزل است

ترجمہ فرنگی تہذیب (جس کی جان پنجۂ یہود میں ہے) کی (اصل سوچ کی) وجہ سے انسان بے سکون اور PEACE OF MIND سے تہی دست ہے کیونکہ وہ انسان کو مٹی + پانی کا پتلا یعنی حیوان (ANIMAL) سمجھتے ہیں یعنی انسانی زندگی بے مقصد ہے

تشریح حالیہ مغربی استعمار کی نگاہ میں انسان صرف مٹی و پانی سے بنا ہے یعنی انسان صرف ایک ترقی یافتہ حیوان ہے اور اس میں کوئی شرفِ انسانی نہیں ہے۔ نہ خودی ہے، نہ ضمیر ہے، نہ روح ہے، نہ اخلاق، نہ نیکی بدی کا احساس (MORAL LAW) ہے۔ انسانی ضمیر ہی سے نیکی بدی کا احساس ہے، خدا کی معرفت اور خدا شناسی کا جذبہ ہے لباس کا احساس ہے انسانی قریبی محرم رشتوں کا احساس ہے۔ یہ تمام احساسات جانوروں میں نہیں ہیں اس لیے کہ جانوروں میں روح اور نتیجتاً ضمیر ہی نہیں ہے۔ اسی نیکی بدی کے احساس (MORAL LAW) کی وجہ سے انسان ایک ACCOUNTABLE مخلوق ہے جس کے اعمال کا حساب رکھا جا رہا ہے کراماً کاتبین ہیں۔ نتیجتاً یومِ آخرت اور جنت و دوزخ کا تصور ہے۔ ضمیر نہ ہو تو انسانی اعمال کا کوئی محاسبہ نہیں آخرت نہیں یعنی مغربی حکماء اور THINKTANK کے نزدیک انسانی قافلہ ایک بے منزل قافلہ ہے اور انسان دنیا میں آتا ہے اور گدھوں، کتوں، بھیڑیوں کی طرح زندگی گزار کر چلا جاتا ہے جس کا کوئی حساب نہیں۔

★ علامہ اقبال نے اپنی نظم 'لینن، خدا کے حضور میں' میں اس بات کو یوں بیان کیا ہے

رعنائی تعمیر میں ، رونق میں ، صفا میں
گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات
ظاہر میں تجارت ہے ، حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات
یہ علم ، یہ حکمت ، یہ تدبر ، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو ، دیتے ہیں تعلیم مساوات
بے کاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات

مزید فرمایا کہ فرشتوں کو جا کر دنیا میں ایسا ممکن بنا دینا چاہیے (اور یہ کام اُمت مسلمہ کرے گی)

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اُٹھا دو

نگہ اُلجھی ہوئی ہے رنگ و بُو میں
خرد کھوئی گئی ہے چار سُو میں
نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبحگاہی
اماں شاید ملے اللہ ھُو میں

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی عالمی حالات پر بہت گہری نظر تھی یہاں تک کہ ان کی کہی ہوئی باتیں آج ہو بہو درست ثابت ہو رہی ہیں: ایوب بیگ مرزا

ہم ڈاکٹر صاحبؒ کی جدوجہد اور ان کے مشن کی تعریف تو کرتے ہیں لیکن یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہم نے اس کے لیے کیا کیا ہے؟: اعجاز لطیف

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی فکر مجددین اسلام کی فکر کا ہی تسلسل تھی جسے انہوں نے جامعیت کے ساتھ پیش کیا: خورشید انجم

ڈاکٹر صاحبؒ حق گوئی میں بالکل واضح تھے۔ سینیٹر مشاہد حسین سید نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ حق بات کرنے کے لیے ڈاکٹر صاحب کو کسی سے این او سی لینے کی ضرورت نہیں پڑتی: وسیم احمد

ڈاکٹر اسرار علیہ الرحمۃ کی دینی خدمات کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: کیا ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی سوچ اور فکر جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ تھی؟

اعجاز لطیف: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خصوصی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ ڈاکٹر صاحب دنیوی اعتبار سے ایم بی بی ایس تھے اور ان کا عملی زندگی سے بھی کافی واسطہ رہا تھا اور انہوں نے اپنی دینی استعداد میں اپنے ذاتی مطالعہ کی بنیاد پر کافی اضافہ کر لیا تھا۔ ان کا قرآن مجید کے ساتھ ایک خاص شغف تھا۔ قرآنی تعلیمات کی وضاحت میں ان کو ایک خاص ملکہ حاصل تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ موجودہ حالات پر بھی قرآنی آیات کا انطباق کرنے کی خصوصی صلاحیت اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھی جس کی بدولت وہ عوامی دروسِ قرآن میں لوگوں کے Burning Issues کو بھی زیر بحث لاتے تھے اور احادیث نبویہ اور سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں راہنمائی فراہم کرتے تھے۔ جس کی بنا پر نہ صرف عوام الناس بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ بھی ان کی گفتگو سے متاثر ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ موجودہ حالات پر ان کا تجزیہ قرآنی آیات اور احادیث کی راہنمائی میں ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے لوگ ان کی گفتگو بڑے شوق سے سنتے تھے اور ان کی گفتگو کے دوران لوگ بور نہیں ہوتے تھے۔ لوگ ان کے دو دو اور تین تین گھنٹے کا خطاب سنتے ہوئے بھی بے زاری محسوس نہیں کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب گفتگو کے دوران اپنے سامعین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ان کے لیے خصوصی دین تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی خدمات کو ان کی بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی فکر کیا تھی؟

خورشید انجم: ڈاکٹر صاحب کی سوچ یا فکر جسے ''فکر اسرار'' بھی کہا جاتا ہے، یہ فکر ان کی خود ساختہ نہیں تھی، وہ اس فکر کا سلسلہ اپنے سلف سے جوڑتے تھے۔ ان کے مطابق اسلام کے پہلے ہزار سالہ دور میں مجددین اُمت عالم عرب میں آئے۔ جبکہ دوسرے ہزار سالہ دور میں مجددین برصغیر پاک و ہند میں آئے۔ گیارہویں صدی ہجری کے مجدد شیخ احمد سرہندی تھے۔ جبکہ بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہؒ تھے جو ایک جامع الصفات شخصیت تھے۔ پھر تیرہویں صدی کے مجدد مجاہد کبیر سید احمد شہید رحمہ اللہ تھے۔ اسی طرح چودھویں صدی ہجری میں بہت سارے لوگ تھے جنہوں نے اپنی اپنی فیلڈ میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کو چودھویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیتے تھے۔ اس تسلسل کو ڈاکٹر صاحبؒ اپنا فکری تسلسل کہتے تھے اور انہوں نے ان تمام دھاروں کو جمع فرمایا ہے۔ وہ اس کو سلاسل اربعہ کہا کرتے تھے۔ ماضی قریب میں اسلام کی تحریکی فکر کے مجدد مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا مودودیؒ تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے تحریکی فکر وہاں سے حاصل کی۔ جبکہ جدید تحریکی فکر انہوں نے ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ اور ڈاکٹر رفیع الدین سے حاصل کی۔ اسی طرح نظم قرآن اور قرآن پر غور و فکر کے حوالے سے انہوں نے مولانا فراہی اور مولانا امین اصلاحی کے فکر سے استفادہ کیا اور سب سے بڑھ کر العروۃ الوثقیٰ (مضبوط کھونٹا) وہ شیخ الہند اور مولانا شبیر احمد عثمانی کے ساتھ جوڑتے تھے۔ ان تمام افکار کو انہوں نے بطریق احسن جمع کر کے ان کو مزید نکھارا ہے۔ اسی لیے ان کے دروس میں ہمیں ایک جامعیت نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس میں جو کوئی بھی بیٹھتا ہے وہ کچھ نہ کچھ لے کر اُٹھتا ہے۔ یہ تمام تصور ڈاکٹر صاحب دینی فرائض کے جامع تصور کے ذیل میں واضح کرتے تھے۔

سوال: دینی فرائض کا جامع تصور کیا ہے؟

خورشید انجم: یہ تصور اصل میں مولانا ابوالکلام آزادؒ سے شروع ہوا ہے۔ انہوں نے 1912ء میں حزب اللہ قائم کی اور اس کے ذریعے اس فکر کو عام کیا۔ پھر اس فکر کو مولانا مودودیؒ نے اپنی تصنیفات کے ذریعے نکھارا ہے کہ دین اور مذہب میں کیا فرق ہے اور پھر فرائض دینی کیا ہیں؟ انہوں نے واضح کیا کہ صرف نماز، روزہ، حج ادا کرنا ہی دین نہیں ہے بلکہ زندگی کے تمام معاملات اور شعبہ جات میں اللہ کی بندگی کرنا، پھر اس کی دعوت دوسروں کو دینا اور پھر اللہ کے دین کو بطور مکمل نظامِ زندگی قائم کرنے کی جدوجہد کا نام دین ہے۔ یعنی ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے قبل بھی عبادت رب، شہادت علی الناس اور اقامت دین کے تصورات کسی نہ کسی درجے میں موجود تھے لیکن ڈاکٹر صاحبؒ نے اس تصور کو ایک میتھامیٹیکل انداز میں سمجھایا ہے۔ جس سے ہر چیز اپنی جگہ فٹ معلوم ہوتی ہے۔ آپؒ نے اپنی فکر کے ذریعے یہ واضح کیا کہ بندۂ مومن اللہ کا غلام ہے اور اس کے تمام احکام بجالاتا ہے۔ ڈاکٹر

صاحبؒ نے اس میں مزید یہ رنگ بھرا کہ یہ غلامی محبت کے جذبے کے ساتھ کی جائے گی۔ قرآن میں ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط﴾ (البقرہ:165) یعنی ڈاکٹر صاحب کی فکر میں للّٰہیت محبت کے جذبے کے ساتھ ہوتی تھی۔

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی وفات کے بعد تنظیم اسلامی آج کہاں کھڑی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: تنظیم اسلامی دوسری جماعتوں کی طرح کسی مسلک کی بنیاد پر نہیں ہے یا سیاسی جماعتوں کی طرح کسی صوبائی یا لسانی عصبیت کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ ایک نظریاتی فکر کی بنیاد پر قائم ہوئی ہے جس میں مختلف مسالک کے لوگ شامل ہوئے، جنہوں نے یہ سمجھا کہ اسلام کے نظام کو قائم کرنے کی اصل ضرورت ہے اور چونکہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا لہٰذا سب سے بڑی ذمہ داری اہل پاکستان بالخصوص حکمرانوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ یہاں اس نظام کو قائم کریں۔ پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ حنیف رامے مرحوم ڈاکٹر صاحبؒ سے فرماتے تھے کہ جب آپ دیکھیں گے کہ آپ کی جماعت میں لوگ زیادہ شامل ہو رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے اپنی فکر کے معاملے میں compromise کرلیا ہے۔ تنظیم اسلامی جس فکر کی بنیاد پر قائم ہوئی تھی اس پر الحمدللہ آج بھی اسی طرح چٹان کی طرح ڈٹی ہوئی ہے۔ اس لیے منطقی طور پر دیکھا جائے تو اس میں لوگ زیادہ تعداد میں شامل نہیں ہو رہے۔ ڈاکٹر صاحب کے دور میں تنظیم کے رفقاء کی کل تعداد تین ہزار تھی جو اس وقت تقریباً دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ صرف تنظیم کے سرکردہ لوگوں کی محنت کا نتیجہ ہے بلکہ اس میں ڈاکٹر صاحب کے اپنے خطبات کا بہت بڑا رول ہے جو جدید الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے پوری دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ پھر اس تعداد میں اضافے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ موجودہ امیر تنظیم حافظ عاکف سعید کا رویہ بہت نرم ہے وہ رفقاء کے ساتھ گھل مل جاتے ہیں۔ اس میں اور زیادہ اضافہ ہو سکتا تھا لیکن تنظیم میں ذاتی کردار کی وجہ سے بہت سارے لوگ عملی لحاظ سے فعال نہیں ہو سکے اس لیے وہ تنظیم سے علیحدہ ہو گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ باقی جماعتوں کی نسبت ہماری تنظیم میں ایک فرد کو زیادہ ایثار کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ الحمدللہ! تنظیم اس وقت پختہ بنیادوں پر آگے بڑھ رہی ہے۔

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ساتھ گزرے کچھ یادگار واقعات کیا تھے؟

ایوب بیگ مرزا: ایک ان کی عظمت کا یادگار واقعہ مجھے یاد ہے۔ ایک مرتبہ وہ میرے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ ان کی طرف سے کوئی سخت بات ہوگئی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں نے جاتے ہوئے تحریری طور پر لکھ دیا کہ مجھے آپ کی یہ بات ناگوار گزری اور میں اپنے گھر آ گیا دوسرے دن فجر کے بعد ڈاکٹر صاحب میرے گھر آ گئے اور مجھ سے اس بات کی معافی مانگی۔ یہ ان کی عظمت کی بہت بڑی دلیل ہے کہ وہ ایک کارکن کے گھر پر معذرت کرنے آ گئے۔

> سینیٹر مشاہد حسین سید نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے ملاقات کے بعد کہا: ''میں تو ایک مذہبی رہنما سے ملاقات کے لیے آیا تھا لیکن اب میرا تاثر یہ ہے کہ عالمی حالات کے بارے میں ڈاکٹر صاحب ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔''

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے نفاذ اسلام کے لیے کیا لائحہ عمل دیا ہے؟

اعجاز لطیف: ڈاکٹر صاحبؒ نے اس حوالے سے سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں منہج انقلاب نبوی کے موضوع پر دس خطبات دیے جو کتابی شکل میں بھی موجود ہیں۔ اس میں انہوں نے سیرت کے فلسفے کی روشنی میں تبدیلی کے لائحہ عمل کو واضح کیا۔ اس موضوع کے خلاصے پر مشتمل ایک کتابچہ رسول انقلاب کا طریقہ انقلاب بھی ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تبدیلی کے مختلف مراحل کا تذکرہ کیا۔ جن میں سب سے پہلا مرحلہ نظریہ یعنی انقلابی نظریہ کی پختگی ہے۔ اس سے مراد نظریۂ توحید ہے جو زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہو۔ اسلامی انقلاب کی بنیاد نظریۂ توحید ہے۔ دوسرا مرحلہ اس نظریہ کی دعوت ہے جو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دورِ حیات میں قرآن کے ذریعے پیش کی۔ پھر اس دعوت کے نتیجے میں جو لوگ جڑتے ہیں ان کو منظم کرنا یعنی تنظیم تیسرا مرحلہ ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے دورِ حیات میں اکیلے انقلاب برپا نہیں کیا بلکہ اس کے لیے آپ ﷺ کو صحابہؓ کی جماعت تیار کرنا پڑی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ ج﴾ (التحریم:8)
اس سے اگلا مرحلہ صبر محض کا ہے۔ یعنی اپنے ہاتھوں کو اس وقت تک روکے رکھو جب تک کہ اتنی طاقت مہیا نہ ہو جائے کہ تم باطل نظام کو چیلنج کر سکو۔ یہ چار مراحل متواتر اور متوازی جاری رہتے ہیں۔ پھر جب اتنی طاقت مہیا ہو جائے کہ باطل نظام کو چیلنج کیا جا سکے تو پھر جماعت صبر محض کے مرحلے سے براہ راست اقدام کے مرحلے میں داخل ہو جاتی ہے۔ سیرت میں یہ مرحلہ ہجرت مدینہ کے بعد شروع ہو گیا تھا۔ اسی طرح ہر انقلابی جماعت کی زندگی میں یہ مرحلہ ضرور آتا ہے کیونکہ جیسے جیسے آپ کی طاقت بڑھے گی تو باطل قوتوں کے پیٹ میں مروڑ اُٹھنا شروع ہو جائے اور ایک وقت آئے گا کہ تصادم ہو کر رہے گا۔ لیکن اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب ایک بات کی خصوصاً وضاحت فرمایا کرتے تھے کہ اُس وقت فریقین کے مابین صرف افراد اور ہتھیاروں کی تعداد کا فرق ہوتا تھا، طاقت کی نوعیت کا فرق نہیں تھا۔ لیکن موجودہ دور میں تصادم کے مرحلے میں فریقین کے مابین طاقت کے معاملے میں کوئی نسبت و تناسب ہی نہیں ہے کیونکہ ایک طرف حکومت وقت ہے جس کے پاس ٹرینڈ فوج اور جدید اسلحہ ہے جبکہ دوسری طرف نہتے عوام ہیں جو اسلام کے حق میں اور باطل کے خلاف میدان میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا آج اس طرح کا براہ راست تصادم کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ البتہ ڈاکٹر صاحبؒ اس کا متبادل یہ پیش کرتے تھے کہ چونکہ آج کے دور میں اظہار رائے کی آزادی ہے اور اپنا مطالبہ منوانے کے لیے ایک پرامن احتجاج کا طریقہ موجود ہے، جس میں تصادم اس شکل میں تو ممکن ہے کہ ہم کسی کی جان نہیں لیں گے لیکن اپنی جان دینے کے لیے حاضر ہیں۔ اس کے نتیجے میں دو ہی امکانات ہیں یا تخت ہے یا تختہ۔ لیکن بندہ مومن کے لیے کوئی صورت بھی ناکامی والی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنی جدوجہد میں کامیاب نہیں ہوا تو آخرت میں ضرور کامیاب ہوگا۔ بقول شاعر

گر بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنا، ہارے بھی تو بازی مات نہیں

تنظیم کے بعد تیسرا مرحلہ تربیت کا ہے یعنی جو لوگ

جڑیں گے ان کی تربیت بہت ضروری ہے۔ ان مراحل میں ہمیں خلوص واخلاص کے ساتھ کوشش کرنی ہے اور اصل مقصد اللہ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ دنیا میں اللہ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد ہمارے دینی فرائض میں شامل ہے۔ یہی اصل میں دین کا جامع تصور ہے۔ اس کی عملی شکل منہج انقلاب نبوی ﷺ ہے۔ اسی فریضہ کی ادائیگی میں آخری مرحلہ وہ بھی ہے جس میں بندۂ مومن اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ اگر جدوجہد کامیاب ہوگئی تو دنیا وآخرت دونوں میں کامیابی ہے اور اگر مات ہوگئی، شہادت مل گئی تو پھر بھی آخرت کی کامیابی اس کا مقدر بنے گی جو کہ اصل میں حقیقی کامیابی ہے اور وہی ایک بندۂ مومن کی اصل منزل مقصود ہونی چاہیے۔ لیکن اقامت دین کی جدوجہد میں اس کامیابی کے لیے لازمی شرط یہ ہے کہ اس جدوجہد میں پہلے مراحل بھی کامیابی سے طے ہوں۔ یعنی سب سے پہلے ہمارا عقیدہ توحید پختہ ہو، پھر تعلیم وتربیت کے مرحلے میں ہم اپنے اندر اخلاص اور تقویٰ پیدا کریں۔ پھر تنظیم کے ساتھ مخلص ہوں۔ جب تک پہلے مراحل مکمل نہ ہوں تو پھر یہ جلد بازی والا معاملہ ہوگا۔ جیسا کہ ہمارے ہاں ہوتا ہے کہ جناب اتنا عرصہ گزر گیا لیکن وہ تبدیلی تو کہیں نظر نہیں آ رہی۔ حالانکہ آخرت میں ہم سے یہ تو نہیں پوچھا جائے گا کہ تم تبدیلی کیوں نہیں لا سکے بلکہ یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے تبدیلی لانے کے لیے کیا کوشش، محنت کی تھی۔ بہرحال یہ ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ ہم ڈاکٹر صاحبؒ کی جدوجہد اور ان کے مشن کی تعریف بھی کرتے ہیں، اس کو اپنے لیے توشہ بھی سمجھتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں سوچتے کہ اس کے لیے ہم نے کیا کیا ہے؟ کیونکہ آخرت میں ہر ایک نے اپنا جواب انفرادی لحاظ سے دینا ہے۔

سوال: ملکی وبین الاقوامی سطح پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے سیاسی تجزیے کس حد تک درست ثابت ہوئے؟

ایوب بیگ مرزا: اس حوالے سے بھی ڈاکٹر صاحبؒ منفرد تھے۔ ایک واقعہ ہے کہ سینیٹر مشاہد حسین سید (جو اُس وقت مسلم لیگ ق میں تھے) نے ایک مرتبہ ڈاکٹر صاحبؒ سے ملاقات کی تو اس کے بعد انہوں نے اپنے تاثرات مجھے بتاتے ہوئے فرمایا کہ میں تو ایک مذہبی رہنما سے ملاقات کے لیے آیا تھا لیکن اب میرا تاثر یہ ہے کہ عالمی حالات کے بارے میں ڈاکٹر صاحب ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ حالانکہ مشاہد حسین سید ان سیاستدانوں میں سے ایک ہیں جو عالمی حالات کو دیگر کئی سیاستدانوں سے بہتر سمجھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحبؒ کی عالمی حالات پر بہت گہری نظر تھی۔ ہمارے ہاں نائن الیون کے بعد یہ کہا جانے لگا کہ اب نیو ورلڈ آرڈر آئے گا لیکن ڈاکٹر صاحب کہا کرتے تھے کہ اب نیو ورلڈ آرڈر نہیں بلکہ جیو ورلڈ آرڈر آئے گا۔ آج ہمیں واضح طور پر نظر آ رہا ہے کہ پہلے یہودی دنیا پر عالمگیر حکومت کے لیے قدم بقدم آگے بڑھ رہے تھے لیکن اب انہوں نے اس حوالے سے دوڑ لگائی ہوئی ہے۔ یعنی وہ بڑی تیز رفتاری سے تمام دنیا کے معاملات کو اپنے شکنجے میں لے رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے اس بارے میں یہودیوں کے عزائم کا کھل کر ذکر کیا ہے کہ گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو کس طرح یہودی آگے بڑھائیں گے اور کس طرح وہاں آباد ہوں گے۔ یہ باتیں ڈاکٹر صاحبؒ آج سے بیس سال پہلے واضح کر چکے تھے اور آج اسی طرح کے واقعات ہو رہے ہیں۔ کشمیر کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ کشمیر ان طریقوں سے آزاد نہیں ہوگا جو وہاں پر لوگوں نے اختیار کیے ہوئے ہیں۔ بلکہ جب تک وہاں کے مقامی لوگ نہیں اُٹھیں گے اور خود عوامی تحریک نہیں چلائیں گے اس وقت تک کشمیر آزاد نہیں ہوگا۔ یہ بات بھی آج درست ثابت ہو رہی ہے کیونکہ جب سے کشمیریوں نے عوامی تحریک شروع کی ہے تو اس کے بعد سے ان کی جدوجہد کو عالمی پذیرائی بھی ملی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ڈاکٹر صاحبؒ کو کوئی الہام ہوتا تھا لیکن انہوں نے قرآن وسنت کی راہنمائی میں ایک دانشور کی حیثیت سے تجزیے پیش کیے اور اپنی فراست اور بصیرت سے لوگوں کے سامنے چیزیں رکھیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ جب امت مسلمہ میں کوئی دم خم نہیں رہے گا تو یہودی مسجد اقصیٰ کو بھی گرا دیں گے۔ وہ بابری مسجد اور دوسری مساجد کے شہید ہونے پر کہا کرتے تھے کہ یہ مسلمانوں کی نبض کو چیک کر رہے ہیں کہ ان میں کتنا دم ہے کیونکہ ان کا ٹارگٹ مسجد اقصیٰ کو گرانا ہے۔

وسیم احمد: ڈاکٹر صاحبؒ کی حق گوئی بالکل واضح تھی۔ مشاہد حسین صاحب نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ حق بات کرنے کے لیے ڈاکٹر صاحب کو کسی سے این او سی لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ایک مرتبہ چودھری شجاعت حسین اور مشاہد حسین سید ڈاکٹر صاحبؒ سے ملاقات کے لیے آئے تھے تو اس موقع پر چودھری شجاعت لال مسجد کے واقعہ کا ذکر کر کے رو پڑے تو ڈاکٹر صاحب نے ان کو واضح طور پر کہہ دیا کہ آپ اس وقت حکومت سے استعفیٰ دے سکتے تھے لیکن آپ نے استعفیٰ نہیں دیا بلکہ چودھری پرویز الٰہی تو مسلسل مشرف کے حق میں بیانات دیتے رہے۔

خورشید انجم: ڈاکٹر صاحبؒ نے دین کی سربلندی کے لیے اپنی زندگی لگا دی اور اس حوالے سے کسی بیماری کی پروا نہیں کی بلکہ مجھے یاد ہے کہ 1984ء میں ایک مرتبہ کمر کے آپریشن کی وجہ سے ڈاکٹروں نے انہیں مکمل بیڈ ریسٹ کا کہا تھا لیکن اس موقع پر بھی آپ نے صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) کے مختلف مقامات کے سفر کیے اور وہاں خطابات کیے۔ وہاں شیخ الہند کے ساتھی مولانا عزیز گل سے ملاقات کی اور ان سے تاریخی معلومات حاصل کیں۔ یہ سب ان کی دین کے ساتھ پختہ وابستگی کا مظہر تھا۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ بہاول نگر کے منفرد رفیق غلام مصطفیٰ طاہر وفات پا گئے

☆ ملتان کینٹ کے رفیق فاروق ہاشمی وفات پا گئے۔

☆ منفرد اسرہ تونسہ شریف کے رفیق رستم جہانگیر کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-8562649

☆ حلقہ کراچی شمالی سرجانی ٹاؤن کے ملتزم رفیق وقاص قائم کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0334-3352841

☆ حلقہ ملتان کے ناظم بیت المال کامران فاروق کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-6814664

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

وہی خدا ہے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

رمضان تیزی سے گزر رہا ہے۔ مغفرت کا عشرہ بھی ختم ہونے کو ہے۔ مغفرت طلبی کس حال میں ہے؟ خبر، اخبار کی دنیا وہی بے ڈھب چال دکھا رہی ہے جو سدا سے ہے۔ رجوع الی اللہ کی توفیق اللہ ہی سے مانگتے ہیں ورنہ اخباروں کے میگزین اور کالی سکرینیں، وہی مناظر دکھا رہے ہیں جسے انہوں نے کبھی گناہ سمجھا ہی نہ تھا۔ انہی عشووں غمزوں سمیت عورت کی جلوہ گری، تصاویر، ساز و آواز۔ سیاست گری اور سیاست بازی بھی حسب سابق ہے۔ نہ کورونا کے خوف نے دل اور سر اللہ کے آگے جھکائے، نہ روش بدلی۔ قہرِالٰہی کورونا پر رمضان کی آمد ایک مہلت، رحمت پانے اور مغفرت مانگنے کی تھی۔ اللہ ہر حال اپنے بندے کو معاف کرنا چاہتا ہے، یہی اس کی شانِ کریمی ہے۔ غنی عن العالمین ہونے کے باوجود! ندامت کا احساس لیے مکھی کے سر کے برابر بھی آنسو آج جہنم کی آگ ٹھنڈی کر سکتا ہے۔ جسے ٹھنڈا کرنے کو سارے سمندروں کے پانی بھی ناکافی ہیں۔ مگر اس قطرے برابر آنسو کے لیے بھی احساس گناہ چاہیے۔ فرائڈی تعلیم و تربیت، فلموں ڈراموں کا ماحول گناہ، ثواب کے تصورات ماؤف کر دیتا اور انسان کو حیوانی جبلتوں کا ایک ملغوبہ بنا کر رکھ دیتا ہے۔ قرآن ہم سے سوال کرتا ہے: کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں؟ (الحدید: 16)

آج ہم کتاب ملنے کے 1400 سال بعد عین اسی قساوتِ قلبی اور بے حسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ فسق، نافرمانی ہمارے رگ و پے میں رچی ہوئی ہے جیسے۔ اللہ کے احکام کو جاننے، پہچاننے، ماننے سے انکاری ہیں۔ جس حکم کی بات کرو ایک طوفانِ بدتمیزی بپا ہو جاتا ہے۔ عورت کی شتر بے مہاری سورۃ النور، الاحزاب کے سارے احکام روند رہی ہے مگر کسی کو اُف کہنے کی مجال نہیں۔ معیشت، سود، جوا، رشوت، ملاوٹ، ہمہ نوع کرپشن کی صورت قوم کی رگوں میں رواں دواں ہے۔ راگ رنگ فلمیں، ڈرامے جیسے خون میں رچ بس کر دھما چوکڑی مچا رہے ہیں۔ مگر ہم بڑے اچھے مسلمان اور ریاست مدینہ کے دعوے دار ہیں۔ سیاست، ہیرا پھیری، ایمان فروشی، کفر کے ہاتھ دینی و ملی شناخت فروشی سے آلودہ ہے مگر۔ نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے! ایسے میں طوفانی بارشوں کے تھپیڑے خوفناک کڑک گرج کے ساتھ ہماری زرعی معیشت کی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔ ٹڈی دل 3 لاکھ کلومیٹر رقبے پر موجود مزید نمک چھڑک رہا ہے۔ کورونا کی تلوار، ہماری تمام تر نااہلیوں، بدانتظامیوں کے بیچوں بیچ سر پر لٹک رہی ہے۔ ہم امریکہ، چین، آئی ایم ایف سے تو بھیک مانگیں گے۔ ان کے ڈومور تو نبھائیں گے لیکن رزاق باری تعالیٰ کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے محروم ہیں۔ ابھی تو کورونا کے دریا کے پار اتر کر جو اگلے معاشی، بے روزگاری کے دریا کا سامنا کرنا ہے، اس کے لیے بھی منصوبہ بندی کی فکر اور صلاحیت دونوں ہی سے محروم ہیں۔ ملک ملک نگاہ دوڑا کر دیکھ لیجئے۔ قحط الرجال کا وہ سماں ہے کہ الاماں۔ بڑے چودھری کے ہاں دیکھیں۔ امریکی صدر خود اپنے ہاں بھی غیر ذمہ دار اور مسخرا نما گردانے جاتے ہیں۔ صحافی بیلن فرنڈز (الجزیرہ) لکھتی ہیں: 'ٹرمپ اور ان کے داماد کشنر اس نظریے کے مطابق دلجمعی سے کام کر رہے ہیں کہ امریکی معیشت بچانے کی خاطر زیادہ سے زیادہ امریکیوں کی جانیں گنوائی جا سکتی ہیں۔ امریکہ کی معیشت اس قدر بگڑ چکی ہے کہ کورونا ختم ہونے کے بعد بھی اس کے سنبھلے کا کوئی امکان نہیں۔ امریکہ اس وقت دنیا بھر میں سب سے زیادہ قرض دار ملک ہے۔ یاد رہے کہ امریکہ میں بے روزگاری 80 سالوں کی بلند ترین سطح پر ہے اس وقت! کچھ ایسا ہی حال مودی کا بھی ہے، چیلنج سے نمٹنے میں۔ لگے ہاتھوں مودی اور بی جے پی نے ملک سنبھالنے کی بجائے مسلمان رگیدنے، کشمیر میں اپنے مذموم عزائم پورے کرنے اور پاکستان پر کنٹرول لائن پر حملے کرنے کو اہم تر جانا۔ کورونا بدنیت سیاست دانوں کے ہاتھوں دوہرا عذاب بن گیا۔ عوام نے جرم ضعیفی کی سزا پائی۔ برے حکمرانوں کو برداشت کیے جانا بھی خود موجب سزا ہے۔ کشمیر میں طویل کرفیو سے سانس بحال ہوئی بھی نہ تھی کہ کورونا لاک ڈاؤن نے زندگی اجیرن کر دی۔ اس دوران بھارت نے اسے ہندو کشمیر میں لا کر آباد کرنے کا موقع غنیمت جانا۔ رمضان کا پہلا عشرہ 16 حریت پسندوں کی شہادت سے خون میں نہا گیا۔ بعد ازاں حزب المجاہدین کے کمانڈر ریاض نائیکو کو دو ساتھیوں سمیت شہید کرنے پر احتجاج اور نہتے عوام پر مظالم کی نئی لہر اٹھ گئی۔ ہم زبانی جمع خرچ بھی کر پائیں تو کشمیری غنیمت جانیں۔ کشمیری بہادر اور غیور قوم ہے جو غلامی میں بھی ہماری نسبت آزاد تر ہے! ہم سے آن ملے تو انہیں بھی کشکول ہی دی جائے گی خوش آمدیدی تحفے کے طور پر۔ اب تو فقر غیور والی زندگی انہیں راس آئی ہے۔ یہاں حلوائی کی دوکان پر بٹتی۔ (احساس بھری) دادا جی کی فاتحہ ملتی پائیں گے۔ حکومتی نااہلیوں، بدعنوانیوں، اجارہ داریوں، ہیرا پھیریوں کے دائمی ادوار ہیں جو پے در پے ہمارا مقدر پر حکومت کے ہاتھوں بنتے ہیں۔ دو ٹکے کے ماسک اور سینی ٹائزر کی فراہمی میں جو کھیل کھیلے گئے، وہ چینی، آٹا بحران سے کچھ کم نہ تھے۔ مخصوص افراد، گروہوں، کمپنیوں کو نوازنا عوام کی صحت اور سہولیات سے اہم تر تھا۔ فارمولا بین الاقوامی سیاست کاری کا یہی ہے کہ دنیا بھر کے وسائل لوٹ کر اسی میں سے کچھ سرمایہ خیرات کر کے حاتم طائی کی قبر پر لات مارنا۔ مغربی ممالک کی عالمی لوٹ مار کے پردے بھی کورونا نے چاک کیے ہیں۔ براعظم افریقہ میں وسائل کی بندر بانٹ ان ممالک کے مابین جس طرح رہی وہ اب سامنے ہے۔ ان کا غم اب یہ ہے کہ افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں ان کی کھڑی کی اشرف غنی نما نااہل، نکمی، بددیانت کم وسائل

والی حکومتیں، عوام کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر رہ رہی ہیں۔ ایسے میں عدم اطمینان کا بڑھنا پھیلنا دہشت گرد (اسلامی!) ایجنڈوں کے لیے جگہ بنائے گا۔ کورونا کی بنا پر جا بجا موجود امریکہ برطانیہ کی فوجیں افریقہ سے واپس بلانی پڑ رہی ہیں۔ ہزاروں امریکی فوجی بیماری کی رخصت پر ہیں یا کورونا پازیٹو ہیں۔ خود ان کی اتحادی افریقی فوجوں پر بھی کورونا حملہ شدید ہے۔ نائیجیریا میں فوجی پالیسی چیف کی طرف سے حکم نامہ لیک ہوا جس میں کہا گیا کہ ہمیں گاڑیاں اب دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنے کی بجائے، اجتماعی تدفین اور کورونا مریضوں کو ہسپتال لے جانے کی ضرورت ہوگی۔ ایسے میں مسلمانوں میں یہ تاثر بڑھ پھیل رہا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف عالمی مالی استحصال اور جنگی جرائم پر یہ اللہ کے انصاف کا بے آواز کوڑا برسا ہے۔ یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ امریکی وائرس زیادہ متعدی ہے! امریکہ خود بھی تو کم متعدی نہیں! امریکہ کے نہلے پر کورونا دہلا آن پڑا ہے۔ تم چوری چھپے والے خاموش (Stealth) طیارے اور بغیر پائلٹ کے خودکار ڈرون استعمال کرتے تھے۔ اب سامنا کرو خفیہ ترین کارکردگی کے حامل خودکار کورونے کا! دم بخود اسے سمجھنے کی کوشش میں موت کی وادی میں اترتے جا رہے ہیں۔ اب فکر یہ بھی ہے کہ سماجی فاصلہ، الگ تھلگ مقید رہنے سے قوتِ مدافعت مزید کم ہو جائے گی۔ (جو نازنخروں کی بنا پر پہلے ہی کم ہے۔ پاکستان آ جائیں تو مچھر کی تاب نہیں لا سکتے۔ ہمارا پانی پی لیں تو بیت الخلا کے پھیرے لگاتے ادھ موئے ہو جائیں۔) اسے عذاب قرار دینے پر عالمی میڈیا میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ آنکھوں دیکھے حقائق اور دلوں کے اندر جا اترنے والے تاثر سے جو عقیدہ بنتا ہے اسے پروپیگنڈے سے دور کرنا ممکن نہیں۔ تحقیق کے مطابق پوری دنیا زیر و زبر کر دینے والا کورونا کا مجموعی وزن (دنیا بھر میں ملا کر) ایک گرام ہے! بھاری بحری ہوائی جنگی بیڑوں، عالمی صنعتوں، بھرے پرے شہروں کے لیے ایٹم بم سے زیادہ ہلاکت خیزی کی کل اوقات ایک گرام ہے۔ کیسے کہہ دیں کہ اس کے پیچھے وہ نادیدہ ہاتھ نہیں جسے جھٹلانے میں تم دن رات ایک کیے دیتے ہو! دکھائی بھی نہ دے، نظر بھی جو آ رہا ہے۔ وہی خدا ہے! وہی خدا ہے! لا الٰہ الا اللہ!

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے آگاہی
اور عظمتِ انسان سے واقفیت کے لیے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے دو کتابچے ----- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

① عظمتِ صوم
قیمت: -/20 روپے

حدیث قدسی فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کی روشنی میں
② عظمتِ صیام وقیامِ رمضان مبارک
قیمت: -/30 روپے

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے ''شعبہ تحقیق اسلامی'' (IRTS)
کے زیر انتظام ابلاغِ عامہ وافادۂ عام کی ویب سائٹس

- www.tanzeemdigitallibrary.com بانیٔ تنظیم وصدر موسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس، خطابات وتصنیفات کا جملہ تحریری مواد یونی کوڈ کے سرچ ایبل فارمیٹ (Unicode searchable format) میں دستیاب ہے۔
- www.giveupriba.com انسدادِ سود کی کوششوں کے ضمن میں جملہ معلومات، تاریخی پس منظر، عدالتی فیصلے، قرآن وسنت کے حوالہ جات، معروف تفاسیر کے اقتباسات اور شرق وغرب کے نامور مفکرین کے اقوال وتحریرات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔
- www.hafizahmedyar.com پروفیسر حافظ احمد یارؒ (سابق مدرس پنجاب یونیورسٹی وقرآن اکیڈمی لاہور) کا علمی خزانہ، قرآن مجید کی صرفی ونحوی ترکیب، بلاغتِ قرآن وآڈیو تفسیرِ قرآن اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

زکوٰۃ کی اہمیت وفرضیت

مفتی محمد لقمان رضا

زکوٰۃ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی 'پاکیزہ اور ستھرا کرنا' ہیں۔ شرعی اعتبار سے زکوٰۃ سے مراد: 'وہ مال ہے، جو صاحب نصاب مسلمان ہر سال اپنے مال میں سے نکالتا ہے اور کسی مستحق زکوٰۃ کو ادا کرتا ہے۔ یہ نماز کے بعد اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے، لہٰذا اس کی ادائیگی نماز اور روزے کی طرح ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے، ماننے کے باوجود ادا نہ کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، جبکہ اس پر اجماع ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنا کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے مال و دولت میں جو حق مقرر کیا ہے اس کو خلوص دل اور رضامندی سے ادا کیا جائے۔ حق داروں پر مال خرچ کرنا اپنی دولت کو بڑھانا ہے، جس سے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کے وجوب کی شرائط

کسی شخص پر زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں: مسلمان ہونا، عاقل و بالغ ہونا، صاحبِ نصاب ہونا اور نصاب پر پورا ایک قمری سال گزرنا۔

زکوٰۃ کا بنیادی مقصد

اس کا بنیادی مقصد غریبوں کی مدد، معاشرتی فلاح وبہبود میں صاحب ثروت لوگوں کا حصہ ملانا اور مستحق لوگوں تک زندگی گزارنے کا سامان بہم پہنچانا ہے۔ زکوٰۃ تو اسلام نے غرباء کی مدد اور ان کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے امراء پر فرض کی ہے اور یہ غربت کو ختم کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ خیال رہے کہ اگر سارے امیر لوگ زکوٰۃ دیں تو غربت ہمیشہ کے لیے دفن ہو جاتی ہے۔ اسلام کے اس زریں اصول سے ہر مسلمان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت

دین میں اس کی ادائیگی کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ جب امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے زمانہ مبارک میں چند قبائل نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا، تو آپ ؓ نے صحابہ کرام ؓ کی مشاورت سے اُن کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا۔ آپ نے اس موقع پر فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک اونٹ کی رسی بھی زکوٰۃ کے طور پر دیتا تھا، تو اُس سے اب بھی ضرور لی جائے گی۔ مزید برآں زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس طرح بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں 32 مقامات پر نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم موجود ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت قرآن کریم کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: 'یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔' (البقرۃ:43)

صدر الافاضل حضرت سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں: ''اس آیت میں نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے۔'' (تفسیر خزائن العرفان)

نماز کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن زکوٰۃ ہے۔ قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر ان عوامل کی نشاندہی فرمائی ہے جو فرضیت زکوٰۃ کا سبب بنے۔ باری تعالیٰ اہل ایمان سے براہِ راست مخاطب ہو کر یوں ارشاد فرماتے ہیں: ''اے ایمان والو! ہم نے جو تمہیں رزق دیا اس میں سے خرچ کرو۔'' (البقرۃ:254)

دوسرے مقام پر دولت رشد وہدایت اور تقویٰ سے بہرہ یاب ایمانداروں کی علامات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا: ''(قرآن) متقین کے لیے ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان رکھتے، اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (البقرۃ:3)

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! جو پاکیزہ (مال) تم کماؤ اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔'' (البقرۃ:267) اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ہم نے تمہیں جو رزق عطا کیا اسے اس سے پہلے کہ تم پر موت آجائے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرلو۔'' (المنافقون:10)

زکوٰۃ دینے سے مال میں پاکیزگی اور برکت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مال کو دوگنا کر دیتا ہے۔ اس میں خیر و برکت کا عمل دخل ہوتا ہے۔ اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور ان کے مالوں میں مانگنے والے اور محروم کا حق ہے۔'' (الذٰریٰت:19)

اس آیت میں پرہیزگاروں کے بارے میں بیان کیا گیا کہ ان کے مالوں میں مانگنے والے اور محروم کا حق ہے۔ مانگنے والے سے مراد وہ ہے جو اپنی حاجت کے لیے لوگوں سے سوال کرے اور محروم سے مراد وہ ہے جو حاجت مند ہو اور حیا کی وجہ سے سوال بھی نہ کرے۔ (تفسیر مدارک)

زکوٰۃ کی فرضیت احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

ارشادِ مبارک ہے: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ ادا کرنا، اور حج (بیت اللہ) کرنا، اور رمضان (المبارک) کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ ؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو ارشاد فرمایا: ''ان کو بتاؤ کہ اللہ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے (اور وہ زکوٰۃ) مال داروں سے لے کر فقراء کو دی جائے۔'' (سنن الترمذی)

اس کے علاوہ خود حضور نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ کا اہتمام فرمایا اور لوگوں کو زکوٰۃ کا حکم فرمایا اور اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے زکوٰۃ کے مستحقین اور صاحب زکوٰۃ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: ''زکوٰۃ ان کے امیروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں پر لوٹا دی جائے گی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

حضور نبی اکرم ﷺ نے زکوٰۃ کی ادائیگی کو مال سے شر اور فساد ختم ہوجانے کی ضمانت قرار دیا۔ حضرت جابر ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی، اس مال کا شر اس سے جاتا رہا۔'' (صحیح ابن خزیمہ)

حضور نبی اکرم ﷺ نے زکوٰۃ و صدقات کی ادائیگی کو ایک طرف مال و دولت کی حفاظت کا سبب قرار دیا اور دوسری طرف صدقہ کی ادائیگی کو موذی امراض کا بہترین علاج اور مصائب کے ٹلنے کا بھی باعث قرار دیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مال و دولت کو زکوٰۃ کے ذریعے بچاؤ اور اپنی بیماریوں کا علاج صدقہ کے ذریعے کرو اور مصیبت کی لہروں کا سامنا دعا اور گریہ و زاری کے ذریعے کرو۔'' (سنن ابوداؤد)

قرآن وسنت کی روشنی میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا انجام

زکوٰۃ دینے سے مال میں پاکیزگی اور برکت حاصل ہوتی ہے لیکن آج بھی بعض صاحب استطاعت لوگ اس کی ادائیگی میں عمداً چشم پوشی کرتے ہیں اور حیلے بہانے تراشتے ہیں اور نصاب زکوٰۃ کو نظر انداز کرتے

ہیں۔ ان کے لیے آخرت میں ہلاکت کا سامان ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے دورِ خلافت میں منکرین زکوٰۃ کے خلاف اعلانِ جہاد کیا اور اسلام کے اس عظیم ستون کی بالادستی کو قائم و دائم رکھا۔ زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کے مرتکب لوگوں کو آخرت کا منکر بھی قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہی تو آخرت کے بھی منکر ہیں۔'' (حٰم السجدۃ:7)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ۔ جس دن وہ مال جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ وہ مال ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا تو اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔'' (التوبہ:34،35)

امام الانبیا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے روز زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا مال و دولت گنجا سانپ (یعنی انتہائی زہریلا) بنا کر ان پر مسلط کر دیا جائے گا جو انہیں مسلسل ڈستا رہے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔'' (صحیح بخاری)

مصارفِ زکوٰۃ

لفظ مصرف کے لغوی معنی 'خرچ کرنے کی جگہ' کے ہیں، لہٰذا مصارفِ زکوٰۃ سے مراد وہ افراد ہیں، جنہیں زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے۔ ایسے افراد کو 'مستحق زکوٰۃ' بھی کہا جاتا ہے۔ مستحق تک زکوٰۃ کو پہنچانا کس قدر اہم ہے، اس کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مصارفِ زکوٰۃ قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ بیان فرما دیا تاکہ اس معاملے میں کسی قسم کی پوشیدگی اور پیچیدگی نہ رہے اور ہر شخص اپنی زکوٰۃ مستحق تک پہنچا سکے۔ مصارفِ زکوٰۃ کون کون سے ہیں؟ اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''زکوٰۃ صرف فقیروں اور بالکل محتاجوں اور زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر کیے ہوئے لوگوں اور ان کے لیے ہے جن کے دلوں میں اسلام کی الفت ڈالی جائے اور غلام آزاد کرانے میں اور قرضداروں کے لیے اور اللہ کے راستے میں (جانے والوں کے لیے) اور مسافر کے لیے ہے، یہ اللہ کا مقرر کیا ہوا حکم ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے۔'' (التوبہ:60)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے احکامات اور تعلیمات کی مکمل پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مرکز تنظیم اسلامی کی جانب سے

مبتدی نصاب کی آڈیو (mp3) ریکارڈنگ

ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کی آواز میں

کسی بھی ڈیوائس پر دستیاب ہے

☆ قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں
☆ دنیا کی عظیم ترین نعمت قرآن حکیم
☆ حب رسول ﷺ اور اس کے تقاضے
☆ رسول ﷺ انقلاب کا طریقہ انقلاب
☆ تنظیم اسلامی کی دعوت
☆ اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت
☆ رب ہمارا
☆ راہ نجات
☆ عزم تنظیم
☆ تعارف تنظیم اسلامی
☆ تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر
☆ انفرادی نجات اور اجتماعیت کے لیے قرآن کا لائحہ عمل

ملنے کا پتہ: ''دارالاسلام'' مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور فون: 79-35473375(042)

تیار کردہ: انجمن خدام القرآن فیصل آباد

P-45 قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد فون: 2437781-2437618(041)

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ

''مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب'' پر مبنی

''قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس'' سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، 36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501(92-42) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

حلقہ پنجاب شمالی اور حلقہ اسلام آباد کا مشترکہ سہ ماہی اجتماع

یہ مشترکہ اجتماع 16 فروری 2020ء بمقام گلزار قائد مسجد میں صبح نو بجے شروع ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب محمد علی آصف نے سرانجام دیئے۔ انہوں نے واضح کیا کہ رفقائے تنظیم کو سب سے پہلے نصب العین کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ محترم ڈاکٹر ضمیر اختر خان نے تنظیم کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ تنظیم اسلامی مروجہ مفہوم کے اعتبار سے نہ کوئی سیاسی جماعت ہے، نہ مذہبی فرقہ بلکہ ایک اصولی اسلامی انقلابی جماعت ہے جو اولاً پاکستان اور بالآخر ساری دنیا میں دین حق یعنی اسلام کو غالب کرنے یا دوسرے لفظوں میں نظام خلافت کو قائم کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ تنظیم اسلامی کے بانی امیر جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ تھے جبکہ موجودہ امیر جناب حافظ عاکف سعید ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نظام باطل کو انتخابات کے ذریعے نہیں بلکہ منہاج النبوی ﷺ کے ذریعے ختم کیا جا سکتا ہے۔

قاضی فضل حکیم نے ''ایک انقلابی جماعت میں اخلاقی اقدار کی اہمیت''، پر اظہار خیال کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے بہترین اخلاق کی بدولت الاقرب فی الاقرب کی بنیاد پر کام کیا۔ اکثر معاملات کا اظہار اپنے بہتر الفاظ کے استعمال اور اپنی صداقت کے ذریعے کیا اور کسی کی منفی بات کو محسوس نہ کیا بلکہ ہمیشہ بہترین اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہجرت مدینہ سے قبل تمام موجود امانتیں واپس کر دیں۔ انسان کا کردار بہترین اخلاق اور مطالعہ قرآن سے بنتا ہے جسے ہم نے پھیلانا ہے اور اپنے گھروں میں اپناتے ہوئے عام لوگوں تک پہنچانا ہے۔ ہمیشہ اچھے اخلاق کا ردعمل مثبت ہوتا ہے پھر انقلابی جماعت میں اس کی بڑی اہمیت ہے اگر ہم ان امور پر توجہ کریں گے تو اخلاقی بگاڑ سے بچ جائیں گے۔

محترم عادل یامین نے اسلام کے معاشرتی نظام پر خطاب کیا۔ انہوں نے اسلام کے سماجی نظام پر قدرے تفصیل سے بات کی اور سورۃ الحجرات کی روشنی میں واضح کیا کہ سب انسان برابر ہیں۔ کوئی مرد یا عورت جنس کی بنیاد پر جنت یا دوزخ میں نہیں جائیں گے بلکہ دونوں اپنے اپنے اعمال کی بدولت جنت یا دوزخ میں جائیں گے۔ اللہ کے نزدیک کامیابی کا معیار تقویٰ ہے نہ کہ نسل، خاندان، قوم اور برادری۔ تقویٰ ظاہری اور باطنی دونوں طرح کا ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں مرد اور عورت کا دائرہ کار علیحدہ علیحدہ ہے۔ عورت کا کام گھر کا کام کاج یا انتظام کرنا ہے جبکہ مرد کا کام گھر سے باہر کی ضروریات کا انتظام کرنا ہے تاہم بوقت مجبوری ستر وحجاب کا خیال رکھتے ہوئے عورت باہر جا سکتی ہے۔ رفقاء تنظیم کو گھر کے اندر اور باہر خواتین کے پردے پر توجہ دینی چاہیے۔ اسلامی شریعت میں عورتوں کو وراثت کے حقوق دیے گئے ہیں۔ موجودہ دور کی غیر ضروری اور غیر اسلامی رسومات کا خاتمہ کرنا ہوگا۔

محترم مختار فاروقی نے اسلام کے سیاسی نظام پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ تمام بے جان اور جاندار چیزیں اللہ کا حکم مانتی ہیں۔ انسان کو اللہ نے کچھ نہ کچھ اختیار دے رکھا ہے کہ وہ مل جل کر اجتماعی زندگی گزارتا ہے۔ ہر خاندان قبیلہ کا ایک سربراہ ہوتا ہے جو اسے کنٹرول کرتا ہے، اس کا حکم مانا جاتا ہے۔ اللہ نے انسان کو اپنے خلیفہ کے طور پر دنیا میں بھیجا۔ اللہ کا حکم مانے گا اور دوسروں سے منوائے گا۔ اصل حاکمیت اللہ کی ہے۔ انسان اس کا نائب ہے۔ پھر انبیاء کرام اور دیگر مومنین کے ذریعے احکام الٰہی کی اتباع کروائی تاہم جہاں قرآن سنت میں واضح احکام نہ ہوں وہاں اجتہاد کی صورت میں مسائل کا حل نکالا جا سکتا ہے۔

محترم حافظ ڈاکٹر مقصود احمد نے اسلام کے معاشی نظام پر روشنی ڈالی اور قرآنی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ کہیں یہ تمہاری دولت اغنیاء کے درمیان ہی نہ گردش کرتی رہے۔ انہوں نے اسلام اور قرآن کی حقانیت کو واضح کیا اور کہا کہ معاش کا مطلب زندگی گزارنا ہے۔ دن کے وقت کام کرنا ہے اور رات کو آرام کرنا ہے یعنی انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے ظاہری کھانا پینا ہے جبکہ باطنی طور پر اللہ کی یاد ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ خرچ کرے۔

علامہ اقبالؒ نے بہت پہلے کہا تھا کہ کمیونزم اور سیکولرازم کی بنیاد مادیت پرستی ہے جو بہت جلد زمین بوس ہو جائے گا۔ غیر مسلم یہ کہتا ہے کہ یہ دولت میری ہے جبکہ اللہ کا بندہ کہتا ہے کہ یہ سب میرے اللہ کا فضل ہے۔ اسلام نے ذخیرہ اندوزی، سٹہ بازی جوا وغیرہ کی حوصلہ شکنی کی ہے کیونکہ ان برائیوں سے برکت اور خیر کھینچ لی جاتی ہے جبکہ اسلام زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل الہ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور فضول خرچی سے روکتا ہے۔ جناب شجاع الدین شیخ نے اسلام کے عدل اجتماعی کے قیام کے سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ عدل اجتماعی کی خواہش تو پائی جاتی ہے لیکن عملاً اس کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا اس پر توجہ نہیں جب تک درست طریقہ کار اختیار نہ کیا جائے گا۔ اُس وقت تک عدل اجتماعی کا قیام ممکن نہیں اور یہ طریقہ کار سیرت رسولؐ سے اخذ کرنا پڑے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ آیات قرآنی اور احادیث کی روشنی میں غلبہ دین لازمی ہے۔ رفقائے تنظیم کو بانی محترمؒ کی کتاب منہج انقلاب نبوی اور رسول انقلاب ﷺ کا طریقہ انقلاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ کس طرح حضرت محمد ﷺ اکیلے کھڑے ہوئے اور شدید محنت کے نتیجے میں صحابہؓ ملتے گئے اور آپ ﷺ نے اُن سے دعوت، تنظیم تربیت اور صبر محض اختیار کرایا تب جا کر اقدام اور قتال فی سبیل اللہ کی نوبت آئی جس کے نتیجہ میں اللہ کا دین غالب ہوا۔

نماز ظہر کے بعد امیر محترم جناب عاکف سعید کی ویڈیو تقریر سنائی گئی۔ امیر محترم نے تنظیم اسلامی بطور ایک اسلامی انقلابی جماعت کی وضاحت فرمائی اور اس کے ساتھ اسلام کے معاشی، معاشرتی اور سیاسی نظام کی یاد دہانی کرائی اور رفقاء سے کہا کہ وہ بانی محترمؒ کے دیے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہوں تو ان شاء اللہ کامیابی ملے گی۔ آخر میں جناب راجہ محمد اصغر نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان نے سب سے پہلے اللہ اور پھر رفقاء کا شکریہ ادا کیا کہ جس نے ہم سب کو یہاں ایک مقصد کے حصول کے لیے جمع ہونے کا موقع دیا۔ پھر کھانے کا وقفہ ہوا جس کے بعد مبتدی رفقاء اور خواتین اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے جبکہ ملتزم رفقاء سے شوریٰ کے چناؤ کے لیے رائے لی گئی۔ الحمد للہ! یہ اجتماع انتہائی کامیاب رہا اور رفقاء نے اس میں بھرپور شرکت کی۔ (رپورٹ: صوفی محمد صفدر)

ضرورت رشتہ

☆ اسلام آباد میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، تعلیم ایم بی اے، عمر 29 سال، قد "5.'7، ملازمت پیشہ کے لیے دینی مزاج کے حامل گھرانے سے ہم پلہ رشتہ مطلوب ہے۔ برائے رابطہ: 0332-9464515

India's Policy of Genocide and Demographic Changes in Kashmir

Using the pandemic as cover, India has thrust its claws deeper into the already wounded flesh of the Occupied Kashmiri people. With world's attention focused on containing the spread of COVID-19, the fascist Modi regime is using the lockdown in the internationally-recognized disputed state to further oppress its people. By blocking 4G Internet access (only the extremely slow 2G is allowed), doctors and other medical professionals are unable to access vital information to confront the pandemic. The aggressive and violent ethno-nationalist regime in India is eager to let the pandemic decimate the Kashmiri population and escape blame.

In another twist, Indian occupation forces, fearing COVID-19 infection, are mostly staying away from the streets and have, instead, recruited local goons to enforce the lockdown. At the same time, concrete barriers are being erected in every locality ostensibly to prevent people from coming out but in reality, turning each locality into a prison.

Successive regimes in India have pursued a policy of genocide against the Kashmiri people. It started with the first massacre perpetrated in October 1947 when Delhi sent its occupation forces into the state. There have been frequent protests against India's illegal occupation, the last one starting in early 1989 that is still ongoing and has cost 95,515 lives.

On March 31, India introduced an illegal new domicile law. With this law, India is systematically paving the way for settler colonialism in Jammu & Kashmir, through forced demographic change, opening jobs to non-natives, establishing a system of domination over the indigenous populations, and obviating the people's exercise of their right to self-determination as guaranteed by the United Nations under SCR 91(30 March 1951), 96 (10 November 1951), 98 (23 December 1952) 122 (24 January 1957) & 126 (2 December 1957).

Hitherto, non-natives were barred from settling in or acquiring property in Occupied Kashmir under article 35A of the Indian Constitution. The Modi regime unilaterally abrogated, together with article 370, the treaty-based, constitutional relationship between Delhi and the state of Jammu and Kashmir, on August 5, 2019. Article 35A had existed since 1927, preceding the emergence of India as an independent state by 20 years. Its specific purpose was to prevent dilution of the Muslim-majority by an influx of non-natives from India.

The domicile law is a clear violation of international law and human rights. The intended demographic changes can be argued to fulfil the definition of genocide under the UN Convention on the Prevention and Punishment of the Crime of Genocide, UN General Assembly Resolution 260, as acts committed "with intent to destroy, in whole or in part, a national, ethnical, racial or religious group, as such". Genocide Watch has already placed Indian Occupied Kashmir on Genocide Alert.

As per the principles of the UN Declaration on the Rights of Indigenous Peoples, 2007, this proposed extension of domicile rights to Indian citizens is precisely the kind of action

aimed at depriving the peoples of Jammu & Kashmir of their integrity as distinct peoples, and of their cultural values or ethnic identities. Already there have been debates about changing official and state languages.

Furthermore, the new domicile law threatens the fragile ecology, and resources of the region. India is in violation of the laws of protection of natural resources as provided under Article 1 of ICCPR and ICESCR; Charter of the United Nations, as well as General Assembly resolution on Permanent sovereignty over natural resources 1962. Since changes were made to the status of Jammu and Kashmir, the state's economy has been totally destroyed while India carries out its well-designed policies of economic extraction, land grab, and deforestation.

As per the Universal Declaration of Human Rights, all people have the right to speak on matters that affect their lives, a right the Kashmiris have been consistently denied with increased intensity since August 5, 2019. The people of Kashmir were kept under lock down to prevent them from freely expressing their opposition to the changed status of the region. Thousands were jailed, tortured, and many hundreds remain in detention.

Calls for the release of these political prisoners, held in appalling conditions in overcrowded Indian jails, have fallen on deaf ears. The prisoners include political and social activists, human rights lawyers, students and journalists, whose list was released by the Research Section of the Kashmir Media Service (KMS) on April 16.

Their transfer to jails in India is a clear violation of international law since an occupying power is prohibited from transferring people to other jurisdictions, much less holding them prisoners, under the Fourth Geneva Convention.

For decades, the brutalities and rights violations perpetrated on the people of Kashmir by state forces and institutions through the protracted conflict have included the enforcement of impunity laws, sexualized violence, torture, enforced disappearances, and criminalization of local resistance for self-determination, extrajudicial executions and the burial of civilians in unknown and mass graves.

Far from adhering to the principles of international law, the Indian regime has intensified hostilities on the Line of Control (the de facto border) between India and Pakistan.

Despite calls by the UN Secretary General urging parties to cease all hostilities and focus on the pandemic, the Indian regime has chosen to engage in war games on the Line of Control (LoC). A number of civilians have been martyred by Indian artillery fire including women and children. Going a step further, the Indian army has deployed its artillery in civilian areas, making the residents of villages close to the LoC vulnerable to retaliatory attacks. The army is essentially using the residents as human shields and possible collateral damage.

Given the pandemic, the residents on both sides of the LoC have nowhere to go. They cannot seek shelter with relatives and friends away from the area, nor can they maintain social distancing as they seek shelter in crowded bomb shelters. The increasing hostilities and the unprecedented extension of the battlefront into civilian communities should be seen as part of the continuum of India's belligerent annexation tactics.

<u>Source</u>: ***Adapted from an article by Tahir Mahmoud; published in Crescent International***

تنظیمِ اسلامی

جاری کردہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

قرآن اکیڈمی (لاہور، کراچی، فیصل آباد، ملتان اور اسلام آباد) کے بعد امسال

دار الاسلام، مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ چوہنگ لاہور میں

رُجوع الی القرآن کورس

کا آغاز کیا جا رہا ہے

دورانیہ : 9 ماہ

اہلیت: انٹرمیڈیٹ (مرد و خواتین)

یہ کورس بنیادی طور پر جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کے لیے ترتیب دیا گیا ہے جو اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی گرامر سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں، اس کورس کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔

نصاب

1 عربی گرامر (صرف و نحو)
2 ترجمہ و ترکیب قرآن (مع تفسیری توضیحات)
3 سیرت النبی ﷺ
4 قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی
5 فکرِ اسلامی
6 حدیث و اصطلاحات حدیث
7 بنیادی فقہی مسائل
8 تجوید و ناظرہ
9 خصوصی محاضرات (مبادیات و تعارفِ اقبالیات، تاریخ اسلامی، فلسفہ، فکرِ جدید، سیاسیات، سوشیالوجی، اسلامی معاشیات وغیرہ)

Online رجسٹریشن جاری ہے

tanzeem.org/activities/education/ruju-ilal-quran/

انٹرویو

29 جون 2020 (صبح 08:30 بجے)

ان شاء اللہ کلاسز کا آغاز 30 جون 2020 (صبح 8:15 بجے)

ایامِ تدریس: پیر تا جمعہ

اوقاتِ تدریس: صبح 8:15 تا 12:45 بجے

رابطہ: 0300-4201617 (ملک شیر افگن)
(042)35473375-79

- بیرون لاہور رہائش رکھنے والوں کے لئے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے

دارُ الاِسلام مرکز تنظیمِ اسلامی

23KM ملتان روڈ (نزد چوہنگ) لاہور
ای میل: riqc@tanzeem.org
ویب: www.tanzeem.org

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.15

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore